527

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،16۔ ستمبر 2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

ڈینگی کے خصوصی حوالے سے صحت پر عام بحث

529

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک 16- ستمبر 2011

(یوم الجمع، 17- شوال المکرم 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 15 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقٰتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ
وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ
بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ
بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوٰتٌ وَمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا
اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ
عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾ الَّذِينَ إِنْ مَكَّنّٰهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَآتَوُا
الزَّكَوٰةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ
الْأُمُورِ ﴿٤١﴾

سورة الحَجّ 39 تا 41

جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت ہے (کہ وہ بھی لڑیں) کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور اللہ (ان کی مدد کرے گا وہ) یقیناً اُن کی مدد پر قادر ہے (39) یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیئے گئے (انہوں نے کچھ قصور نہیں کیا) ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو (راہبوں کے) صومعے اور (عیسائیوں کے) گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے اور

(مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں اللہ کا بہت ساذکر کیا جاتا ہے ویران ہو چکی ہوتیں۔ اور جو شخص اللہ کی مدد کرتا ہے اللہ اس کی ضرور مدد کرتا ہے۔ بے شک اللہ توانا اور غالب ہے (40) یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے (41)

وماعلینا الاالبلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر ہم بھی بے بس نہیں بے سہارا نہیں
خود اُنہی کو پکاریں گے ہم دور سے راستے میں اگر پاؤں تھک جائیں گے
جیسے ہی سبز گنبد نظر آئے گا بندگی کا قرینہ بدل جائے گا
سر جھکانے کی فرصت ملے گی کسے خود ہی آنکھوں سے سجدے ٹپک جائیں گے
ہم مدینے میں تنہا نکل جائیں گے اور گلیوں میں قصداً بھٹک جائیں گے
ہم وہاں جا کے واپس نہیں آئیں گے ڈھونڈتے ڈھونڈتے لوگ تھک جائیں گے
اے مدینے کے زائر خدا کے لئے داستان سفر مجھ کو یوں مت سنا
دل تڑپ جائے گا بات بڑھ جائے گی میرے محتاط آنسو چھلک جائیں گے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ معزز ممبران! جیسا کہ آپ سب کے علم میں ہے کہ کل مورخہ 15۔ ستمبر 2011 کو Business Advisory Committee کی میٹنگ میں فیصلہ ہوا تھا کہ آج کوئی بھی دوسرا بزنس نہیں لیا جائے گا اور صرف ڈینگی کے حوالے سے عام بحث ہو گی لہذا اس سے پہلے کہ ڈینگی کے حوالے سے بحث شروع کی جائے قواعد کے تقاضے پورے کرنے کے لئے میں وزیر قانون سے کہوں گا کہ قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کریں۔

ڈینگی کے حوالے سے بحث کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، 71، 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈینگی کے حوالے سے صحت پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، 71، 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈینگی کے حوالے سے صحت پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، 71، 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈینگی کے حوالے سے صحت پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

بحث

ڈینگی کے خصوصی حوالے سے صحت پر عام بحث

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل یہی طے ہوا تھا کہ بحث کا آغاز محترم قائد حزب اختلاف کریں گے لیکن وہ ابھی late ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو اتنی دیر ڈاکٹر سعید الٰہی جو محکمہ صحت کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں وہ ایک brief سا جائزہ پیش کر دیں اور اس کے بعد ممبران اپنی تجاویز دیں جن پر انشاء اللہ گورنمنٹ عملدرآمد کرے گی۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ڈینگی ایک ایسا مرض ہے جو مچھر کے ذریعے پھیلتا ہے اور یہ وائرس کا مرض ہے۔ اس مرض کا آغاز تقریباً پچاس سال قبل ہوا تھا۔ یہ دنیا کے مختلف ممالک میں ہے اور Asian Pacific Region میں بارشیں زیادہ ہوتی ہیں اور سبزہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے اس علاقے میں یہ بیماری زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس وباء سے دنیا کے ترقی یافتہ ممالک بھی محفوظ نہیں ہیں، یہاں تک کہ لاطینی امریکہ اور امریکہ میں بھی یہ بیماری موجود تھی۔ ان کے علاوہ ویتنام، سنگاپور، ساؤتھ افریقہ اور دیگر ممالک میں بھی یہ بیماری موجود رہی ہے اور اس کا علاج کیا جا تا رہا ہے۔ یہ بیماری پاکستان میں نئی ہے اس کا آغاز 2003 میں خوشاب سے ہوا تھا اور اس بار اس کا حملہ بہت بڑا ہے۔ میں تفصیل میں جانے کی بجائے صرف ان اقدامات کا ذکر کروں گا جو اس بیماری سے نبٹنے کے لئے حکومت اور وزیر اعلیٰ نے کئے ہیں۔ دنیا میں تقریباً پانچ کروڑ لوگ ہر سال اس بیماری کا شکار ہوتے ہیں اور اڑھائی ارب لوگ اس region میں رہتے ہیں جہاں یہ بیماری موجود ہے۔ پاکستان میں پہلی دفعہ اس بیماری کا اتنا بڑا حملہ ہوا ہے اس لئے وزیر اعلیٰ نے فوری طور پر دو طرح کے اقدامات کئے تھے۔ ان دو اقدامات میں ایک preventive ہے اور دوسرا curative ہے۔ Preventive کے لئے، مچھر مارنے کے لئے جو مہم تھی اُس میں fogging spray اور larvicide medicine کا استعمال کیا گیا ہے اور اُن کی استعداد بڑھائی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے سپرے کے لئے جرمنی سے ڈیڑھ سو پمپ آرڈر کئے ہیں اور سات دن میں تقریباً تین سو پمپ آ جائیں گے۔ لاہور کے 9 ٹاؤن ہیں اور اب تک ٹاؤنوں کی سطح پر سپرے کیا گیا ہے۔ اس دفعہ اس بیماری کی 90 فیصد concentration لاہور

میں ہے اور 10 فیصد ملتان، فیصل آباد، راولپنڈی اور دیگر شہروں میں ہے جس کی تفصیل منسلک کی گئی ہے۔ چھوٹے شہروں میں اِکا دُکا cases ہیں۔ پوری دنیا میں اس کا trend یہ رہا ہے کہ اس بیماری کا بڑے شہروں سے آغاز ہوا ہے پھر یہ آگے پھیلی ہے۔ ویتنام، سنگاپور اور سری لنکا میں بھی یہی ہوا تھا۔ آپ نے اخبار میں پڑھا ہو گا کہ ہم نے سری لنکا سے کچھ ماہرین بلوائے ہیں کیونکہ سری لنکا میں اس بیماری کا آغاز 30 سال پہلے ہوا تھا لیکن 2009 میں اس کا بہت بڑا out break ہوا جس کے نتیجے میں 40 ہزار افراد اس بیماری کا لقمہ بنے اور تقریباً 500 افراد ہلاک ہوئے۔ انہوں نے دو سال میں اچھے طریقے سے کنٹرول کیا ہے۔ میں preventive measures کے حوالے سے گزارش کر رہا تھا کہ ہم نے immediately جرمنی سے مشینیں airlift کروائیں اور جو برازیل جا رہی تھیں وہ لاہور re-route کرائی ہیں اور 20 ستمبر کو وہ مشینیں ہمارے پاس آ جائیں گی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اس کے لئے جو special سپرے استعمال ہوتا ہے اُس کے لئے ہمارے سیکرٹری سوشل ویلفیئر اور Entomologist آصف صاحب پر مشتمل ہماری ایک ٹیم انڈیا چلی گئی ہے جو پرسوں واپس آ جائے گی۔ ہم انڈیا سے دوائی منگوا رہے ہیں کیونکہ وہ ہمیں قیمتاً سستی پڑ رہی ہے اور WHO سے recognized ہے۔ Preventive measures میں ہم نے یہ تین اہم اقدامات کئے ہیں۔ Curative میں یہ بیماری ہماری توقع سے بہت زیادہ تھی اس لئے ہسپتالوں کی strength بڑھاتے ہوئے تمام ہسپتالوں میں beds کی strength میں اضافہ کیا گیا ہے جس سے ہمارے سرکاری ہسپتالوں میں تقریباً 2 ہزار beds کا اضافہ ہوا ہے اور ہسپتالوں میں جتنی خالی جگہیں تھیں حتیٰ کہ ایم ایس کے کمرے سے لے کر لائبریری تک تمام کمروں کو Wards میں convert کیا گیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ڈینگی کے مریضوں کے لئے تین درجے ہوتے ہیں۔ تیسرے درجے میں Isolation Ward کی ضرورت ہوتی ہے اور ہر ہسپتال میں Isolation Ward کے لئے تقریباً 40 سے 60 beds موجود ہیں۔ اس کے علاوہ آؤٹ ڈور، لیبارٹریاں، بلڈ بنک اور دیگر تمام سہولتیں جو مریضوں کو required ہوتی ہیں وہ ہم نے دن رات چلا دی ہیں۔ اس کے علاوہ میڈیسن، پیرا میڈیکل سٹاف اور نرسوں کی بھی ڈیوٹیاں لگائی ہیں اور ساتھ ساتھ میڈیکل طلباء و طالبات کو بھی involve کیا ہے۔ اسی طرح ہم نے ہسپتالوں میں اپنی capacity کو بڑھایا ہے۔ پرائیویٹ ہسپتالوں سے مذاکرات کے نتیجے میں تقریباً اڑھائی سو beds ہمیں مل گئے ہیں جو 40 سے 80 غریب مریضوں کا مفت علاج کر رہے ہیں۔ اسی طرح ہم نے ہر ٹاؤن میں Blood Collection Centres بنائے ہیں۔ اس وقت ہمارے پاس

پچاس سنٹرز کام کر رہے ہیں جو علاقے میں لوگوں کی blood collection کرتے ہیں اور اُن کو initially رپورٹ دیتے ہیں تاکہ اگر اُس کے blood میں کوئی problem ہے تو پھر آگے Eliza اور دیگر ٹیسٹوں کے لئے بھیجتے ہیں۔ اسی طرح ہمارا پرائیویٹ لیبارٹریوں کے ساتھ بھی agreement ہوا ہے اور انہوں نے 9 ٹاؤنوں میں 10 مختلف سنٹرز کھولے ہیں وہاں پر بھی لوگوں کے blood samples لئے جا رہے ہیں اور ہم اُن کے ٹیسٹوں کی رپورٹیں گھر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کو یہ بھی بتانا چاہ رہا ہوں کہ دنیا کے مختلف ممالک میں اِس کی شرح اموات ایک سے بارہ فیصد ہے۔ سری لنکا میں نو فیصد تھی جو کم ہو کر ایک فیصد تک آئی ہے مگر خوش قسمتی سمجھئے کہ پاکستان میں شرح اموات half percent (.5) سے بھی کم ہے۔ اگرچہ ہمارے پاس وائرس کی چاروں اقسام موجود ہیں لیکن شرح اموات half percent (.5) ہے جو ایک اچھی بات ہے۔ اس کے علاوہ curative level پر کام یہ کئے ہیں کہ ہم نے مختلف ماہرین کی coordination کی ہے جیسے تمام متعلقہ محکمے سالڈ ویسٹ مینجمنٹ، واسا، ٹیپا اور سوشل ویلفیئر کی coordination ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ NGOs، سول سوسائٹی اور تمام لوگوں کو on board لیا گیا ہے اور اس مہم میں شریک کیا گیا ہے۔ میں آج بھی آپ کی وساطت سے ہاؤس میں بیٹھے ممبران پارلیمنٹ سے استدعا کروں گا کیونکہ ہر ممبر ڈیڑھ سے دو لاکھ افراد کا نمائندہ ہے تو جب وہ اپنے علاقوں میں جائیں گے تو براہِ کرم وہ ہماری آگاہی مہم کے سلسلے میں لوگوں کو آگاہ اور دیگر سہولتیں فراہم کرنے کے لئے حکومت کا دست و بازو بنیں۔ یہ چند اقدامات تھے جو میں نے مختصراً عرض کر دیئے ہیں اور اس بارے میں اگر کوئی بھی سوال ہو گا تو اُس کے لئے میں حاضر ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، اپوزیشن کی طرف سے اپوزیشن لیڈر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ذوالفقار گوندل صاحب ہمارے پارلیمانی لیڈر ہیں یہ بات کر لیں گے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی لیڈر کون ہیں؟

سید ناظم حسین شاہ: میجر ذوالفقار گوندل صاحب ہیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ اپنا نام لکھوائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ کے لئے بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میں پہلے floor اُن کو دے چکا ہوں۔آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں صرف دو فقرے کہنا چاہوں گا کہ اس بارے میں تاثر یہ ہے کہ ڈینگی بڑا خطرناک مرض ہے مگر میں یہ بتا تا چلوں کہ دنیا کے تمام ممالک کی تحقیق کے مطابق یہ خطرناک اور جان لیوا مرض نہیں ہے۔اس میں صرف harassment زیادہ ہے اور ہمیں اس کی بجائے لوگوں کو awareness دینی ہے کہ یہ بیماری کیا ہے؟ میں نے گزارش کی ہے کہ اب تک پنجاب میں اس مرض سے صرف 9 ہلاکتیں ہوئی ہیں اور پچھلے سال اس سے کم تھیں۔2003 سے مختلف levels رہے ہیں جس کی تفصیل منسلک کر دی گئی ہے۔بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب! آغاز آپ نے ہی کرنا ہے۔بعد میں کوئی صاحب آئیں گے تو پھر مجھے مشکل ہو جائے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں بات کر لیتا ہوں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ اپنا نام لکھوا دیں۔جب آپ کا نمبر آئے گا تو نام لے لوں گا۔ہم number wise چلیں گے لیکن پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میرا بات کرنے کا مقصد آپ کی توجہ تھی ورنہ آپ اجازت نہ بھی دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میرا احتجاج ہے کہ آپ خصوصی طور پر مجھے بولنے سے منع کرتے ہیں۔اگر آپ کا حکم ہے تو میں نہیں بولوں گا۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: مجبوری ہے کہ میں ایک ڈاکٹر ہوں۔

جناب سپیکر: بڑے ہی افسوس کی بات ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! ہمارا قومی فرض ہے کہ ہم سب اس میں contribute کریں۔

جناب سپیکر: چوہان صاحب! ویسے بڑے افسوس کی بات ہے۔ یہ کوئی کرنے والی بات ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے بولنے کے لئے اپنا نام بھیجا تھا۔ اگر موجود ہے تو ٹھیک ہے ورنہ لکھ لیجئے۔

جناب سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب کا بھی نام لکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے اپنا نام لکھ کر بھیجا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کا چوتھا نمبر ہے۔ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کا نام بھی لکھ لیا جائے۔ جی، میجر صاحب! شروع کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے ہاؤس کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آج بڑے ہی مفاہمت اور دوستانہ ماحول میں حکومتی اور اپوزیشن بنچوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک مسئلہ جس نے پورے پنجاب کو گھیرا ہوا ہے اور اب وہ مسئلہ پنجاب سے باہر بھی پھیلتا ہوا نظر آتا ہے، اُس کے لئے بحث کرنے کے لئے متفقہ طور پر یہ تحریک منظور کی گئی۔ میں دعا گو ہوں کہ آئندہ بھی حکومتی اور اپوزیشن بنچ ایسے قومی مسائل یا اجتماعی مسائل پر اگر مل بیٹھ کر ایک لائحہ عمل طے کریں تو وہ ملک، صوبے اور پوری قوم کے لئے ایک بڑی خوش آئند بات ہوگی۔

جناب سپیکر! میں ڈینگی بخار کی طرف آتے ہوئے کہوں گا کہ یہ کوئی نئی بیماری نہیں ہے لیکن پہلی دفعہ پاکستان میں یہ بڑے پیمانے پر آئی ہے۔ دنیا کے تقریباً 100 ملک آج تک اس کے زیر اثر آچکے ہیں اور انہوں نے بڑی کامیابی سے اس پر قابو پایا ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ حکومت پاکستان اور خصوصی طور پر حکومت پنجاب بھی اس پر کامیابی سے قابو پالے گی کیونکہ جس طریقے سے حکومت پنجاب نے اس کو سنجیدگی سے لیا ہے اور اس پر اقدام اٹھائے ہیں جن کے متعلق پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت نے یہاں پر بیان کئے ہیں میرا خیال ہے کہ وہ اپنے موجودہ وسائل اور ذرائع کے مطابق تسلی بخش ہیں اس کے لئے میں بجائے اِدھر اُدھر کی باتوں میں جانے کے چند تجاویز دینا چاہوں گا جس پر حکومت پنجاب غور کرے اور محکمہ صحت اور دوسرے متعلقہ محکمے اگر ان پر عمل کریں تو میرے خیال میں اس بیماری پر بہت جلد قابو پایا جاسکے گا۔

جناب سپیکر! 98-1997 میں South East Asian Region کے اندر اس بیماری کا out break ہوا اور 2009 میں سری لنکا میں سب سے بڑا out break ہوا جس کے نتیجے میں تقریباً 35 سے 40 ہزار آدمی affect ہوئے اور انہوں نے ایک جامع پلان تیار کیا اور خوشی کی بات ہے کہ حکومت پنجاب نے ان کے تجربہ سے مستفید ہونے کا فیصلہ کیا اور ان کی ٹیم کو یہاں مدعو کیا جس سے جہاں بیماری پر قابو پانے میں مدد ملے گی وہاں دونوں ملکوں کے تعلقات بھی بہتر بنانے کا ایک موقع ملے گا۔

جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بیماری اتنی lethal ہے، اتنی threatened ہے اور نہ ہی اس کا mortality rate کچھ زیادہ ہے لیکن کچھ وجوہات کی بناء پر اس کا خوف زیادہ پیدا ہو گیا ہے۔ یہ ہماری حکومت اور حکومتی مشینری کی ذمہ داری ہے کہ اس خوف کو دور کرے اور ان وجوہات کو دور کیا جائے جن کی وجہ سے یہ خوف پھیلا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا کہ اس کا mortality rate 5. فیصد ہے۔ میں نے جو تھوڑا بہت study کیا ہے یا میں جو جانتا ہوں تو اس کا mortality rate.01 فیصد ہے۔ یہ different بھی ہو سکتا ہے، کوئی 05. کہے گا، کوئی 01. کہے گا اور کوئی 1. فیصد کہے گا لیکن کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ بیماری اتنی lethal نہیں ہے جتنا اسے بنا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اگر دوسری بیماریوں کو دیکھا جائے جن میں ہیپاٹائٹس، ٹی بی، کینسر، شوگر، دل کے امراض اور ٹائیفائیڈ وغیرہ کی شرح اموات اس سے کہیں زیادہ ہیں اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ سب سے پہلے حکومت وقت کو یہ اقدام اٹھانے چاہئیں کہ لوگوں کو یہ باور کرایا جائے کہ یہ ایک normal بیماری ہے جس سے اتنا خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ہم حفاظتی تدابیر نہ کریں بلکہ حفاظتی تدابیر اس کے لئے ضروری ہیں۔

جناب سپیکر! کچھ ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ کچھ زیادہ سخت اقدامات یا کچھ غلط پراپیگنڈے کی وجہ سے ہماری حکومت کی مشینری کے functionaries میں اتنا اعتماد موجود نہیں رہا تو ان میں اعتماد build up کرنے کی ضرورت ہے نا کہ خوف پیدا کیا جائے۔ حکومتی مشینری کے functionaries اور ہسپتال کے عملہ میں جتنا اعتماد ہو گا وہ اسے ٹھیک handle کر سکتے ہیں جس سے مریضوں کا بہتر علاج ہو سکے گا۔ سب سے بڑی بات جو میں نے محسوس کی ہے کہ ہسپتالوں میں چونکہ اس وقت ایمرجنسی ہے اور ضرورت بھی ہے کہ وہاں پر VIP visits اور میڈیا کے visits ہوں تاکہ حالات کا proper پتا چل سکے لیکن میرا خیال ہے کہ ہمارے پورے نظام کے اندر کوئی SOP lay down نہیں ہے اور کوئی

پروٹوکول نہیں بنایا گیا کہ VIP visit یا میڈیا کے visit کے دوران ہسپتال کے اندر کیا بندوبست کئے جائیں گے اور کس طرح انہیں handle کیا جائے گا؟ کل ہی میں ٹی وی سکرین پر دیکھ رہا تھا کہ ایک ڈاکٹر مریض کا علاج کر رہا ہے جو کہ serious ہے اور میڈیا کا ایک آدمی اپنے کیمرے کے ساتھ ڈاکٹر کو disturb کر رہا ہے کہ بتائیں اسے مرض کیا ہے؟ اس چیز کے لئے ہسپتالوں کے اندر proper پروٹوکول اور SOPs تیار ہونی چاہئیں اور ایک جگہ ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)
دفتر میں جائیں چاہے وہ وی آئی پی ہے یا میڈیا ہے یا کوئی اور بھی ہے۔ ہسپتال کے اندر پروٹوکول کی ایک مثال دیتا ہوں کہ برطانیہ میں ایک پروفیسر ملک کے سربراہ کو یہ کہہ کر وارڈ سے فارغ کر دیتا ہے کہ آپ properly dressed up نہیں۔۔۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! وہاں یہ قانون ہے کہ کسی بھی وی آئی پی کو ہسپتال کے وارڈ میں جانے کی اجازت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: چلیں ٹھیک ہے کوئی وجہ بھی سمجھ لیں لیکن میں پروٹوکول کی بات کر رہا ہوں۔ اسے چاہے وہ وجہ سمجھ لیں یا میرے والی بات سمجھ لیں اس لئے ہمارے ہاں بھی پروٹوکول اور SOP کی ضرورت ہے اور یہ صرف ڈینگی کے متعلق نہیں ہے بلکہ کسی بھی حالات کے اندر یہ ہو جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! ڈینگی بخار سے بچاؤ کے لئے جتنی انفرادی کوششوں کی ضرورت ہے اتنی شاید اجتماعی کوششوں کی ضرورت نہیں کیونکہ ڈینگی بخار ایک سے دوسرے آدمی کو نہیں جاتا بلکہ صرف اور صرف مادہ مچھر کے کاٹنے سے یعنی اس میں platelets کی تعداد میں کمی ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے یہ بیماری لگتی ہے اس لئے ہم نے عوام کے اندر یہ شعور بیدار کرنا ہے کہ وہ انفرادی طور پر اپنی احتیاطی تدابیر اختیار کریں جس پر اس وقت زیادہ زور نہیں دیا جا رہا یعنی زیادہ زور preventive پر ہونا چاہئے جبکہ ہمارا زیادہ زور curative پر لگا ہوا ہے اور preventive پر بھی انفرادی طور پر لوگوں کے ذہنوں کے اندر یہ شعور اجاگر کرنا ہوگا کہ وہ جب تک حفاظتی تدابیر اختیار نہیں کریں گے اس وقت تک وہ

اس بیماری سے بچ نہیں سکیں گے۔Preventive measures کی بات آئی ہے تو میں یہ بتاتا چلوں کہ یہ preventive measures کافی نہیں ہوں گے کہ ہم نے برسات یا بارش کے دنوں میں mosquito کا سپرے یا چھڑکاؤ کر لیا ہے ایسا نہیں بلکہ سال کے 12 مہینوں میں preventive measures یا سپرے کا process اور باقی حفاظتی تدابیر معاشرے کے اندر یا حکومت تین چار سال لگا تار کرتی رہے گی تب آپ کوئی امید کر سکتے ہیں کہ آئندہ یہاں پر ڈینگی بخار بالکل مکمل ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! یہاں پر بات Isolation Ward کی ہوئی تو میرا خیال ہے کہ ایسے وارڈز کی وہاں پر ضرورت ہے جہاں پر contagious diseases ہوں یہ contagious disease نہیں ہے۔Isolation Ward کا کہہ کر ہم مریض اور عوام کے ذہنوں کے اندر ایک خوف پیدا کر رہے ہیں کہ پتا نہیں یہ بیماری کتنی سخت ہے کہ مریض کو بالکل علیحدہ رکھا جا رہا ہے جبکہ میرا خیال ہے کہ وارڈوں کا نام تبدیل کر کے ہسپتالوں کے اندر mosquito فری زون قرار دیا جائے کہ یہاں پر مچھر موجود ہے اور نہ یہ یہاں داخل ہو سکتا ہے کیونکہ Isolation Ward صرف مچھر کی وجہ سے declare کرتے ہیں۔ ہمارے ملک کے اندر یا ہمارے ہسپتالوں میں Isolation Ward کی connotation چل رہی ہے کہ یہ متعدی مرض کا مریض ہے اور اس کے کوئی نزدیک جائے یا یہ کسی کے نزدیک نہ جائے اس لئے اسے Isolation Ward میں رکھا جاتا ہے تو یہ نام پر غور کرنے کی ضرورت ہے تاکہ نفسیاتی طور پر اس بیماری کا خوف کم ہو۔

جناب سپیکر! حکومت کی اجتماعی طور پر یہ ذمہ داری ہے کہ جو آئٹمز ڈینگی سے related ہیں اور اس وقت مارکیٹ کے اندر ان کی قیمتیں زیادہ ہو گئیں ہیں تو ان کی قیمتوں کو کنٹرول کیا جائے مثلاً مچھر دانی اس بیماری سے بچاؤ کے لئے بہت ضروری ہے جو کہ ایک سو روپے سے بڑھ کر اڑھائی تین سو روپے تک چلی گئی ہے یعنی اس کی قیمتیں تین گنا بڑھ گئی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کنٹرول لازمی ہے۔ اس بیماری کے دوران خاص طور پر سیب اور انار بہت مفید ہے لیکن ان پھلوں کی قیمتیں بھی بہت زیادہ ہو گئی ہیں جبکہ mosquito سپرے کی قیمتیں بھی بڑھ گئی ہیں اور کوائل غائب ہو گئے ہیں۔ حکومت کو یہ یقین دہانی کرانی چاہئے کہ demand & supply کی chain برقرار رہے اور قیمتیں ایک معیار پر مقرر رہیں تاکہ جو لوگ اپنی حفاظتی تدابیر اختیار کرنا چاہتے ہیں یا جو لوگ اس سے بچنا چاہتے ہیں وہ ان چیزوں کا حصول آسانی کے ساتھ تھوڑی قیمت پر کر سکیں۔ حکومت نے سکول اور کالج بند کرنے کا جو قدم اٹھایا ہے تو میرے خیال میں اس پر بھی reconsideration کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا واقعی

سکول و کالج بند کرنے سے کوئی مقصد حاصل ہو سکے گا؟ میں یہ suggest کروں گا کہ اگر سکول اور کالج کے بچوں کو آپ public awareness کے لئے استعمال کریں اور وہ بچے محلے محلے، گلی گلی اور door to door جا کر لوگوں کو تعلیم دیں اور انہیں یہ شعور دیں کہ آپ کے لئے half sleeve's sleeveless نقصان دہ ہے۔ وہ پوچھیں کہ کیا آپ نے mosquito repellent کا استعمال کیا ہے، وہ دیکھیں کہ کیا محلے گلی میں پانی کھڑا تو نہیں ہوا ہے اور وہاں کون سے مسائل ہیں؟ آپ students کی سکول و کالج میں کلاسیں لگوانا نہیں چاہتے تو اس force کو اگر اس اجتماعی کام کے لئے استعمال کریں تو میرا خیال ہے کہ زیادہ فائدہ مند ہو گا اور اس بیماری کے پھیلاؤ میں بھی کافی حد تک کمی واقع ہو گی۔ جو میں بات کرنے لگا ہوں یہ حکومتی سطح کی ہے اور صرف ڈینگی ہی کے لئے نہیں بلکہ overall ہے کہ صحت کے معاملہ میں جو بھی دوائی مارکیٹ میں دستیاب ہو وہ معیاری ہونی چاہئے۔ حکومت وقت کو تو تسلی تھی کہ انہوں نے سپرے کا حکم دے دیا، رپورٹیں بھی آتی رہیں کہ سپرے ہو رہا ہے اور سپرے ہوا بھی ہے۔ غالباً کسی نے یہ دھیان نہیں دیا کہ جو سپرے کی دوائی خریدی گئی ہے وہ معیاری ہے یا نہیں؟ دوسری چیز یہ ہے کہ اس کے علاج کے لئے جو پیناڈول، پونسٹان وغیرہ ادویات ہیں ان کو بھی خصوصی طور پر چیک کرنا ہو گا کہ آیا مارکیٹ میں proper efficacy کی ادویات دستیاب ہیں یا نہیں؟ کیونکہ جب ان چیزوں میں مہنگائی ہو گئی ہے تو عین ممکن ہے کہ مارکیٹ میں نمبر 2، 3 اور 4 چیزوں کی زیادہ فراوانی ہو جائے لہذا حکومت کو اس طرف بھی دھیان دینے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم permanently ڈینگی بخار سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو حکومت وقت کو میری سفارش ہے کہ ڈینگی کے لئے ٹاسک فورس بنائی جائے اس کے لئے short term measures, mid term measures and long term measures کا سوچیں، ان کو اپنائیں اور ان پر عمل کرائیں۔ یہ ٹاسک فورس permanent basis پر ہونی چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ یہ صرف مہینہ دو مہینہ کام کریں۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اب مہربانی کریں، ٹائم بہت مختصر ہے اور دوسروں کی بھی باری آنی ہے۔ میرے پاس لمبی لسٹ ہے۔ پلیز، اب آپ wind up کر دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میرا خیال تھا کہ میں لیڈر آف دی اپوزیشن کی جگہ بول رہا ہوں، ان کو تو وقت کی قید نہیں ہوتی۔ اگر آپ حکم کرتے ہیں تو پھر میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ بھی ذرا پڑھ لیں کہ قید ہوتی ہے کہ نہیں ہوتی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: چلییں، ٹھیک ہے۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج ڈینگی کے حوالے سے جو panic پھیلی ہے یہ مسئلہ عمیق تر ہے۔ یہ اتنا آسان نہیں ہے کہ ہم ایسے ہی کہہ دیں کہ panic پھیلی ہے۔ اگر ہم برازیل اور تھائی لینڈ کی طرف ذرا سی بھی توجہ کریں تو یہ پتا چلے گا کہ ڈینگی وائرس کے شروع کے حملے یقیناً چھوٹے تھے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ اس میں زیادہ لوگ involve ہونے لگے یہاں تک کہ اس میں لاکھوں لوگ involve ہوئے۔ یہی ہمیں face کرنا ہے اور اس کی طرف ہمیں قدم بقدم آگے بڑھنا ہے۔ آج میں حکومت کو appreciate کرتی ہوں کہ اس نے بہت ہی short time میں انتہائی excellent طریقے سے آگے آ کر اس کو face کرنے کے لئے اپنی will show کی ہے۔ میں احترام کے ساتھ اور تعریفی جملے بولنا چاہتی ہوں میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کے لئے جو اس کو لے کر آگے چلے ہیں۔ انہوں نے جو efforts کی ہیں مجھے اس میں قطعاً کوئی قدغن نہیں ہے کہ میں کہوں کہ اس حکومت نے اٹھ کر ایک فعال کردار ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے ساتھ ساتھ کیا ہی اچھا تھا کہ اپوزیشن بنچوں کی جماعتوں کو بھی اس میں حصہ دار بنایا جاتا جیسا کہ آج کی discussion ایک neutral ground پر ہو رہی ہے۔ لوگوں کو ڈینگی مچھر کی پہچان بتانا سب سے مشکل ہے۔ یہ ایک کالا مچھر ہے جس پر سفید دھاریاں ہیں جس کو پیار سے ٹائیگر مچھر بھی کہا جاتا ہے یا banded mosquito بھی کہا جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس سے پیار کون کرتا ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! عوام میں ایک عام فہم لفظ "لاڈ" استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈینگی کہنا یا Adees egipcia کہنا شاید لوگوں کے لئے مشکل ہے لہذا اس کو پہچاننے کے لئے یہ لفظ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ یہ ایک ٹائیگر مچھر ہے۔ Female fearless tiger mosquito bites 90 people during her life time یہ ایک مادہ fearless مچھر ہے جو لوگوں کو کاٹتی ہے۔ اس کے پیٹ میں ڈینگی وائرس کی چار نسلیں موجود ہیں۔ اگر اس ڈینگی وائرس کی صرف ایک نسل کسی کے جسم میں جائے تو تھوڑا سا بخار اور ہڈی توڑ بخار ہوتا ہے۔ اگر دوسری دفعہ جائے تو اس بندے کو بچانا انتہائی مشکل ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ چونکہ ایک مچھر کے کاٹنے سے ہی کسی کی موت واقع ہو جاتی ہے اسی لئے یہ panic موجود ہے۔

جناب سپیکر! جہاں پر ڈاکٹر سعید الٰہی نے اتنی لمبی چوڑی باتیں بتائی ہیں میں اس میں کچھ اضافہ کرنا چاہوں گی۔ ان کی ساری باتوں کو آگے لاتے ہوئے کہوں گی، انہوں نے 0.1 percent death rate بتایا ہے۔ میں اس میں positive criticism کے طور پر کہوں گی کہ یہ figures درست نہ ہیں کیونکہ ہمارے ریسرچ سیل کی رپورٹیں ابھی سامنے نہیں آئیں۔ میرے حساب سے ریسرچ سیل یا آئی پی ایچ یا ڈینگی رپورٹنگ سیل کی ضرورت ہے جس میں تمام statistics جمع کئے جائیں اور ان کو revise کیا جائے۔ یہ declare کر دینا کہ 0.1 فیصد ہے وہ ایک negation اس لئے ہے کہ ساڑھے تین فیصد لوگ ضرور اس سے موت کا شکار ہوتے ہیں۔ میں نے ایک بات فیلڈ ہسپتال کے حوالے سے کہنی ہے۔ ہمیں لوگوں تک پہنچنے کے لئے یہ نہیں کرنا چاہئے کہ مثلاً میو ہسپتال کے آئی وارڈ کو بند کر دیا جائے یا دوسری تمام چیزوں کو ایک طرف کر دیا جائے۔ سیلاب میں فیلڈ ہسپتال move ہوئے تھے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ان فیلڈ ہسپتالوں میں چاہے وہ آرمی کے پاس ہیں، چاہے وہ سولین کے پاس ہیں ان کو لاہور میں move کر کے ہسپتالوں کی سہولت ہر طرف available کی جائے۔ ٹھیک ہے کہ fogging ہو رہی ہے۔ بار بار کہا جاتا ہے کہ ادویات جعلی ہیں، نہیں۔ ایک قسم کی دوا سے صرف چالیس فیصد مچھر ختم ہوتے ہیں اور سات دن کے بعد دوبارہ fogging کی ضرورت ہے جس میں دوائی کو بدلا جا سکتا ہے لہذا میں اس میں بھی حکومت کے اقدام کو بری الذمہ کروں گی کہ دوائیاں شاید جعلی ہیں۔ آپ جعلی ادویات چیک کریں لیکن دوائی کو تبدیل کریں۔ جب آپ ایک ہی علاقہ میں سپرے کرتے ہیں تو سات روز بعد دوسری دوائی سپرے کریں۔ اگر ہم تین یا چار قسم کی ادویات سے سپرے کریں گے تو mosquito resistance یعنی مچھر جس دوائی سے بھی resistant ہے تو ہمیں اس دوائی کے alternate دوائی استعمال کرنی چاہئے اور ان ادویات کو تین مختلف ٹائم پر سپرے کیا جائے۔ اس پر بھی غور کیا جائے۔ ہمیں mosquito control measures میں اسلام کو گلے سے لگانا ہوگا یہ کہہ کر کہ صفائی نصف ایمان ہے۔ کون سی گلی ہے جہاں سے کوڑا اٹھانے کا ذمہ پبلک نے لیا ہے، کون سی نالی ہے جس کو صاف کرنے کا ذمہ ہم نے لیا ہے اور کون سی چھت ہے جس کو کبوتروں کو پانی ڈالنے کے لئے بڑے بڑے تسلے موجود ہیں؟ اس میں یہ مچھر چھتوں پر ہی پیدا ہو رہے ہیں۔ کون سے وہ خاکروب ہیں جو ایمانداری سے اس کوڑے کو dispose کر رہے ہیں لہذا ہمیں سب سے پہلے ہر گھر میں یہ پیغام بھیجنا ہوگا کہ انہوں نے کیا کرنا ہے؟ ہر انسان جانتا ہے کہ تیل میں Kerosene Oil یا اوپلے

جلانے سے بھی مچھر گھروں سے نکل جاتے ہیں۔ اگر fogging نہیں ہو رہی ہے تو لوگ خود اس کی طرف قدم بڑھائیں تو کوئی مشکل نہیں ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات community measures کی آ جاتی ہے۔ یعنی محلے داری کے طور پر ایک دوسرے کو سنبھالنا، اس میں بھی awareness ہونی چاہئے۔ پھر اس کے بعد government measures آتے ہیں جس میں ان مچھر کے بچوں کو مارنا ہے جسے larvicide کہتے ہیں اور مچھروں کو مارنے کو adult mosquitoes کہتے ہیں۔ اس میں یہ لوگ کافی آگے بڑھ گئے ہیں لیکن میری جو suggestion ہے وہ fogging کی ہے ہم general fogging کر رہے ہیں اور ہمیں targeted fogging کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ یہ مچھر سو میٹر سے زیادہ اڑ نہیں سکتا جب بھی یہ دوسرے اضلاع میں گیا جو کہ اگلے سیزن میں انہوں نے جانا ہے، ہمارے پاس اڑھائی مہینے ہیں آج 16۔ ستمبر ہے، 30۔ نومبر تک temperature zero پر drop ہو جائے گا اور مچھر مر جائیں گے۔ اسی اڑھائی مہینے میں نہ صرف ہمیں general fogging کرنا ہے بلکہ ہمیں targeted بھی کرنا اور target کیا ہے کہ مچھر جس طرح سے دوسرے ضلعوں میں جائے گا وہ گاڑیوں میں بیٹھ کر جائے گا، وہ ٹرینوں، کاروں اور لوگوں کے اوپر بیٹھ کر جائے گا۔ Targeting spray میں جتنے بھی ٹرک سامان اٹھا کر لاہور سے باہر لے جا رہے ہیں ان پر fogging کا focus کیا جائے اور وہاں پر fogger کھڑا ہو اور ان ٹرکوں کو fog کر کے بھیجے۔ اسی طرح ضلعی حکومتیں جتنے بھی اضلاع موجود ہیں ان کو ہدایت کی جائے کہ جب چونگی سے گاڑیاں اندر آتی ہیں تو ان کو fog کیا جائے۔ اس طرح اس مچھر کی ٹرانسفر لاہور سے دوسرے اضلاع میں یقیناً اور یقیناً بہت کم ہو جائے گی۔ میرے پاس ایک بہت بڑی کتاب ہے جو میں پوری یہاں پر پیش نہیں کرنا چاہتی اور میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب note فرمائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ سب کو ایک international caution and international warning ہے کہ integrated approach کی جائے۔ میں آپ کی اجازت سے چند الفاظ انگریزی میں کہنا چاہوں گی کہ:

> An approach that with an excessive use of any one method in excess which but it fries to combine to or more methods with a view to obtain maximum results with minimum inputs and also to prevent environmental

pollution with toxics chemicals and development of insecticide resistance .

اس کا simple الفاظ میں یہ مطلب ہے کہ خدا کے لئے اتنی سپرے نہ کروادینا، اتنی fogging نہ کروادینا کہ صحت کے لئے مضر ہو۔ اگر اتنی fogging کریں گے تو جو مچھر ہے وہ resistant بھی ہو جائیں گے اس لئے integrated approach چاہئے اور ہر چیز کو اس کے میزان کے مطابق کرنے کی ضرورت ہے اور سب سے آخر میں اس advice کے ساتھ کہ جہاں پر ایک integrated approach کر رہے ہیں، field hospital کا قیام کریں، targeted fogging کریں۔ یہاں میڈیا کو میں یہ approach کرنا چاہتی ہوں اور میرے بھائی نے بالکل ٹھیک کہا کہ جب ایک مریض ایمرجنسی میں ہے، ایک گورنمنٹ ہسپتال میں ہے اور وہ ICU کے ایک سپیشل بیڈ پر ہے تو حکومت اور law اس چیز کو protect کرتی ہے کہ اس کے قریب کوئی ایسا شخص نہ جائے جس کو اس سے نقصان ہو سکے یا اس مریض کو وہ نقصان دے۔ چاہے bomb blast ہو، rape case or burn case ہو اور اب یہ aides mosquito ہو۔ میڈیا اور protocol لوگوں کو وارڈ کے اندر جانے کی اجازت نہیں ہے اور internationally اجازت نہیں ہے۔ آپ کو وہاں CCT Cameras لگانے چاہئے اور ایک بڑی سکرین پر visitors دکھائیں کہ ڈاکٹر کہیں ICU میں غفلت تو نہیں کر رہا۔ آپ دیکھیں کہ میڈیا نے کتنی مرتبہ جناح ہسپتال کے گیٹ crash کئے ہیں اور اتنی زیادہ دفعہ گیٹ اس لئے crash کئے ہیں کہ وہ اپنے محبوب یا کوئی بھی قائد کی تصویر لے سکیں اور میڈیا پر چلا سکیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان کو کہیں کہ اتنی زیادہ اہم بحث ہو رہی ہے اور ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب کا روّیہ اتنا غیر ذمہ دارانہ ہے وہ یا تو ہنس رہے ہیں یا بحثیں کر رہے ہیں۔ خدارا! باتیں سنیں، موت رقص کر رہی ہے اور آپ یہاں پر باتیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! وہ باتیں note کر رہے ہیں اور یہ آپ کا کام نہیں ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان کو کہیں کہ ذمہ دارانہ طریقہ اپنائیں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! This is not your business.

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں میں نے نوٹ کر لیا ہے۔ جی، محترمہ! wind up کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں wind up کرتے ہوئے اسی میڈیا سے اپیل کروں گی اور protocol persons سے اپیل کروں گی کہ جہاں وہ انتہائی نیک نیتی سے ان مریضوں کی coverage کرنے کے لئے آگے جاتے ہیں وہاں پر وہ ان مریضوں کی health code کا بھی خیال کریں کہ جہاں ایک intensive care bed کے قریب جانے کے لئے جیسا کہ انگلستان کی ابھی مثال دی جا رہی تھی اجازت نہ ہے۔ آپ وہاں کیمرے لگائیں اور بڑی سے بڑی سکرین پر وہاں کھڑے ہو کر دیکھ سکتے ہیں کہ ICU میں کیا ہو رہا ہے۔ میری یہ چند گزارشات تھیں اور میں آپ کی انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے یہ چیزیں مجھے اظہار خیال کرنے کی اجازت دی۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی اور بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! بڑی مہربانی اور آپ کا شکریہ۔

جناب سپیکر: میں چاہتا ہوں کہ ڈاکٹرز صاحبان سے استفادہ کیا جائے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میرا یہی مقصد تھا اور ہمیں اس ملک میں عادت ہے کہ ہم ہر مسئلہ کو سیاسی بناتے ہیں۔ ہمارا اس اسمبلی میں آنے کا مقصد اپنے ملک کے لئے اپنی خدمات پیش کرنا ہے اور میں اس کی ایک مثال ہوں کہ میرا یہاں موجود ہونا، میرا ایک ایک سیکنڈ کا نقصان ہے اور اگر مجھ سے فائدہ نہیں اٹھایا جاتا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں اپنا وقت ضائع کر رہا ہوں اور میرا یہ فیصلہ غلط تھا اس لئے میں نے آپ سے تھوڑی سی گزارش مانگی کہ مجھے ٹائم دیں۔ مجھے آج بڑا فخر محسوس ہو رہا ہے کہ یہ اسمبلی جو ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بات اگر آپ نہ بھی کہتے تو میری priorities جو ہیں میں اس میں یہ سوچ رہا ہوں کہ جو experts صاحبان اور کم از کم جو ڈاکٹرز ہیں ان سے ہمیں ضرور استفادہ کرنا چاہئے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! یہ آپ کی بڑی عظمت ہے۔ آج مجھے یہ بڑی خوشی ہے کہ ہمارے اس ایوان میں، elected ایوان میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کو information ہے اور ان کو on board لینا چاہئے۔ چاہے ان کا تعلق اس پارٹی سے ہے یا اس پارٹی سے ہے۔ میں اس حوالے سے جو facts کے بارے میں بات کرنے سے پہلے ڈاکٹر سعید الٰہی کی جو خدمات ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ relax ہوں۔ آپ کے لئے دونوں مائیک on کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر!ان کی جو خدمات ہیں اور پہلے جعلی ادویات پر اور اب اس معاملے پر انہوں نے جو محنت کی ہے میں ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میرے وہ کلاس فیلو ہیں اور ان کی بہت زیادہ خدمات ہیں اس لئے بسراء صاحب ان کی سرزنش نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، یہ بات نہ کریں اس کو چھوڑ دیں۔ یہ بات حل ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر!ڈاکٹر سعید الٰہی نے اپنی زندگی اس قوم کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!یہ ڈینگی پر بحث کریں کسی کی خوشامد نہ کریں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب!آپ یہ کیا کرتے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!انہیں کہیں کہ یہ ڈینگی پر بحث کریں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! You are not supposed to interfere in this matter

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر!اگر ان کے اتنے جذبات ہیں تو راجہ ریاض کو بھی لے کر آئیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں ڈاکٹر صاحب!آپ اپنی بات کریں اور اس بات کو چھوڑیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر!میں نے اس طرف توجہ نہیں دلائی کہ آج اہم مسئلہ پر ہمارے نمبرز دیکھیں اور اپنے نمبرز دیکھیں اور صرف یہاں کارروائی کرنے کے لئے نہ آئیں۔

جناب سپیکر: جی، اس بات کو چھوڑیں اور آپ اپنی to the point بات کریں جس مصیبت میں قوم گھری ہوئی ہے اس سے نکالنے کے لئے بات کریں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر!ڈینگی وائرس کے بارے میں میڈیا اور لوگ جو باتیں کر رہے ہیں کہ یہ خطرناک نہیں ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ قوم کو غلط خبر دے رہے ہیں۔

Dengue Virus is a very dangerous virus. It is a killer.

اس کا جو reference code internet یا کتابوں میں ہے وہ ایک فیصد ضرور لکھا ہوا ہے لیکن یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ جب یہ وائرس ایک دفعہ infect کرتا ہے تو بندے کی قوت مدافعت کم ہو جاتی ہے، جب دوسری دفعہ infect کرتا ہے تو وہ زیادہ lethal ہو جاتی ہے اور جب تیسری دفعہ ہوتی ہے تو وہ fatal

ہو جاتی ہے اس لئے اس کو یہ کہنا کہ یہ خطرناک نہیں ہے یہ لوگوں کو ایک غلط خبر دینے کے مترادف ہے اور نہ لوگوں کو vision دینی چاہئے کہ یہ خطرناک نہیں ہے اور اس کی پروانہ کریں۔ یہ ایک بڑا fatal وائرس ہماری سوسائٹی میں ہے جس کا علاج کرنا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو کہ کل سے شروع ہوئی ہے کہ یہ کسی دوسرے ملک سے اس ملک میں لے کر آئے ہیں سب سے پہلے یہ وائرس 1707 میں diagnose ہوا تھا۔ 14 ہزار بیماریاں communicable ہیں جو ایک بندے سے دوسرے بندے کو جا سکتی ہیں۔ اس میں سے چھ ہزار بیماریاں ایسی ہیں جو insect carry کرتے ہیں اور ان میں کم از کم 20 کے قریب ایسی خطرناک بیماریاں ہیں جو مچھر کے ذریعے ایک بندے سے دوسرے بندے تک جاتی ہیں جس میں yellow fever اور ایک West Nile fever ہے اور اس طرح کے بے شمار وائرس ہیں۔ یہ جو وائرس ہے آج بھی امریکہ میں epidemic ہے لیکن 110 ملکوں میں endemic ہے اور endemic کا مطلب ہوتا ہے کہ موجود ہے لیکن وہ active نہیں ہے اور epidemic کا مطلب ہے کہ وہ active ہے۔ آج بھی میکسیکو اور شکاگو بارڈر پر موجود ہے اور first world war میں امریکہ کے بے شمار فوجی اس بیماری سے مارے گئے تھے۔ یہ بڑی خطرناک بیماری ہے جو دوسرے تیسرے سال سے پاکستان میں اس وقت آئی ہوئی ہے۔ اس کی fertility is likely to increase every year اور اس کو روکنا بڑا ضروری ہے۔ اسی موقع پر میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کی دلیرانہ کاوش پر ان کی تعریف بھی کرتا ہوں اور دعا بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہمت دے اور وہ اس معاملے کو آگے لے کر چلیں۔ جہاں تک اس کی treatment کا تعلق ہے تو آج میڈیا اس بات کو سن لے کہ اس کا پوری دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے جو لوگ شیشیاں بیچ رہے ہیں اور ڈرامہ کر کے اس قوم کا پیسا کھا رہے ہیں۔ اس بیماری کا آج کے دن تک کوئی علاج نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ریسرچ ضرور ہو رہی ہے اس کی صرف management ہوتی ہے اور اس کی پہلی management re-hydration ہے جس کا کسی نے یہاں ذکر نہیں کیا۔ جس کو بھی یہ بیماری ہو جائے اس کو زیادہ سے زیادہ پانی پینا چاہئے کیونکہ hydration سے اس وائرس کے cure ہونے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بیماری چونکہ Platelets پر حملہ کرتی ہے تو اس لئے Platelets count کروا لینا ضروری ہے لیکن Platelets لگوانے کی تب تک کوئی ضرورت نہیں ہے جب تک bleeding شروع نہ ہو جائے۔ Platelets ایک ایسی چیز ہے میں اپنے بھائیوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں، وزیر قانون صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اب ہم نے

اپنے اپنے حلقوں میں بھی جانا ہے۔Platelets جسم میں cells کے اندر ایک ایسی چیز ہے جو خون کو بہنے سے روکتی ہے۔ اگر Platelets زیادہ کم ہو جائیں تو خون بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک نظام بنایا ہوا ہے تاکہ رگوں میں خون بہتا رہے، جناب بسراء صاحب کی رگوں میں بھی پر جوش خون بہتا رہے۔ Platelets کا balanced ہونا بہت ضروری ہے جب Platelets کم ہو جاتے ہیں تو اس وقت bleeding شروع ہو جاتی ہے۔ اگر Platelets count below 25 thousand کے قریب یا اس سے نیچے آ جائیں تو تب یہ بات سوچنے کی ضرورت ہے کہ Platelets لگانے ہیں یا نہیں۔ پچاس ساٹھ ہزار تک Platelets نہ لگوائیں کیونکہ Platelet itself danger ہوتی ہے unnecessary Platelets لگوانا خطرناک ہے۔ بے شمار ڈاکٹر ایسے ہیں جنہوں نے اس پر ریسرچ نہیں کی Platelets کی جو direct indication ہے وہ اس وقت ہے جب bleeding شروع ہو جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا جو insect ہے جو مچھر ہے، چاہے وہ خوبصورت مچھر ہے یا بدصورت مچھر ہے اس کی classification کے لئے مریض پہلے یہ تو نہیں دیکھے گا کہ اس کی شکل اچھی ہے یہ مجھے لڑے یا نہ لڑے۔ مچھر کی society سے eradication بہت ضروری ہے۔ مچھر خود اس بیماری سے infect نہیں ہوتا لیکن female مچھر کے اندر وہ بیماری بڑا عرصہ رہتی ہے اس لئے ابھی جو بات ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ نے کہی ہے میں اس بات کو بہت زیادہ endorse کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ہم اس وقت صرف isolation پر زور دے رہے ہیں۔ اس بیماری کے treatment کے تین حصے ہیں۔ میں یہ بھی چاہ رہا ہوں کہ اس وقت جتنے بھی بھائی یہاں موجود ہیں یا میری آواز جہاں بھی پہنچ سکے، ایک تو insect killing ہے مچھر کو اس سوسائٹی سے ختم کرنا بہت ضروری ہے۔ Civilized world میں مچھروں کو مارنے کے لئے regularly تین سے چار دفعہ سپرے کیا جاتا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کیونکہ آپ کا background بھی میری طرح زمیندارانہ ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پہلے ہماری زمینوں پر یا جہاں پر ڈنگر ہوتے تھے وہاں پر سپرے کیا جاتا تھا اور آج سے چند سال پہلے تک ایسا ہوتا رہا ہے۔ میں نے اس بات پر وزیر اعلیٰ صاحب کی توجہ بھی دلائی ہے کہ یہ ضروری ہے چاہے بیماری ہے یا نہیں، مچھر مارنے کے لئے سپرے everywhere ہونا چاہئے۔ اب چونکہ ماڈرن زمانہ ہے اس کے بھی دو طریقے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ جو private enterprisers ہیں---

جناب سپیکر: یہ بھی بتادیں کہ سپرے کی کون سی قسم اچھی ہے؟

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا! سپرے کی ساری قسمیں اچھی ہیں۔ سپرے کرنے والا بندے کا پتر ہو وہ بے ایمان نہ ہو۔ سپرے کی ساری چیزیں صحیح ہیں لیکن اس سوسائٹی میں بے ایمانی نے ہماری جڑیں کھوکھلی کر دی ہیں۔ بے ایمانی ہر level پر موجود ہے اس لئے بے ایمانی کو ختم کرنا بہت ضروری ہے۔ انسان کے جسم میں normal Platelets کی تعداد ڈیڑھ لاکھ کے قریب ہے۔ ایک لاکھ سے زیادہ تک normal تصور کیا جاتا ہے لیکن اگر تھوڑے سے Platelets drop ہو بھی جائیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسے ڈینگی ہو گیا ہے۔ میں اب اپنی بات کو ختم کرنے لگا ہوں۔ insect killing بہت ضروری ہے چاہئے بے شک یہ مچھر صاف پانی میں پرورش پاتا ہے لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ insects کو بلا امتیاز ختم کرنا ضروری ہے۔ ہمارے dustbins covered ہونے چاہئیں۔ انگلینڈ میں تو یہ crime ہے اگر کسی کے گھر کے باہر dustbin کا lid نہیں ہے تو پولیس اس پر پرچہ دے دیتی ہے۔ ہماری سڑکوں پر لاتعداد کوڑے کرکٹ کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں ان کو ختم کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ ڈاکٹروں کو بھی ہم suspend کریں، ڈاکٹرز تو ویسے ہی بے چارے ہیں۔ میں تو تعلق ہی اس طبقے سے رکھتا ہوں لیکن اس کے تین factors ہیں۔ ایک insects کو ختم کرنا دوسرا اس مریض کو isolate کرنا ہے تیسرا اس مریض کی lookafter کرنا۔ مریض کی isolation کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ مچھر کو بذات خود وہ بیماری نہیں ملتی جب تک وہ کسی کو کاٹتا نہیں۔ مچھروں کی isolation کے لئے میں جناب وزیر اعلیٰ سے گزارش کروں گا کہ جس طرح ٹی بی کے لئے sanitarium بنے تھے اسی طرح مچھر سے infected مریضوں کو جنرل ہسپتالوں میں admission کی بجائے یا تو اس کے لئے ایک ہسپتال خالی کروالیا جائے پھر اس کو isolate کر کے اس کے ارد گرد پولیس بٹھا دی جائے اور اس میں unnecessary لوگوں کا داخلہ بند کر دیا جائے۔ اس جگہ کے اندر مچھر کسی صورت میں نہ جائے کیونکہ ان مریضوں کو جب مچھر لڑے گا تو بیماری transmit ہو گی اس لئے میری حکومت سے یہ بھی گزارش ہو گی کہ جتنے سینٹری انسپکٹر چھٹی پر گئے ہوئے ہیں ان کو چھٹی سے واپس بلایا جائے اور جو لوگ ان سینٹری انسپکٹروں کی چھٹیوں کے سلسلے میں کسی بھی level پر کمیشن وصول کرتے ہیں اس کا خاتمہ کیا جائے۔ علاوہ ازیں ہمیں اپنے ملک کی صفائی کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ جب تک ہم source of breeding of mosquito نہیں کریں گے یہ معاملہ ٹھیک نہیں ہو گا۔ مریضوں کی isolation کی ضرورت ہے اور مریض کے treatment کے لئے اس وقت دنیا میں کوئی ایسی دوائی نہیں ہے جو آپ اس مریض کو دیں اور وہ ٹھیک ہو جائے اس لئے Please do not waste your money.

Please do not waste national money. Please do not waste poor persons money.اس کا علاج نہیں ہے اور یہ پپیتا، شنیتا سب بکواس ہے۔ میں نے دو تین ٹی وی کے پروگراموں میں بھی آکر یہ کہا ہے کہ یہ صرف ڈرامے بازیاں ہیں۔ لوگ تیل بنا کر بوتلوں میں بیچ رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین مہر اشتیاق احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا! آپ کو بہت بہت مبارک ہو کہ آپ اپنی کرسی پر تشریف لائے ہیں اس لئے میں تمام معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے بھائی اپنے تمام ووٹروں کو بتائیں کہ اس کا کوئی علاج نہیں ہے اور اگر اس کا علاج ہوتا تو سب سے پہلے ترقی یافتہ ممالک میں اس کا علاج ہوتا۔ اس پر کوئی تحقیق نہیں ہے آپ صرف مریض کو hydrate کریں مریض کو isolate کریں۔ ایک آخری بات میں یہ کروں گا کہ اس کی جو fatality کی بات ہوئی ہے کہ یہ بیماری خطرناک نہیں ہے یا اتنی خطرناک نہیں ہے، جو healthy society ہے جو ہٹا کٹا normal بندہ ہے جس کو کوئی بیماری نہیں ہے ان میں سے ایک فیصد لوگ مارے جاتے ہیں لیکن چونکہ ہماری سوسائٹی میں دل کے مریض ہیں، شوگر کے مریض ہیں، کینسر کے مریض ہیں اس کے علاوہ بھی لوگوں کی general nutrition بھی بہت low ہے اس لئے ہمارا fatality rate بہت زیادہ ہے۔ میں نے پچھلے دس دن میں جو assess کیا وہ کوئی پندرہ سے بیس فیصد کے قریب ہے۔ وہ لوگ زیادہ مر رہے ہیں جن کو vulnerability ہے جو vulnerable patients ہیں If they get infected they are likely to die اس لئے یہ کہہ دینا کہ یہ dangerous نہیں ہے یہ بات صحیح نہیں ہے۔ جو مریض Already suffering from diseases if they are getting infected they are going to die. میں اپنے گھر میں کچھ کام کروا رہا تھا میرے اپنے گھر کا الیکٹریشن اور میرے اپنے گھر کا پینٹر ایک ہفتے کے اندر وفات پا گئے ہیں۔ ایک کی عمر 35 سال تھی دوسرے کی عمر 32 سال تھی۔ دونوں infection ہونے کے تین دن کے اندر اندر مر گئے ہیں اس لئے

Please do not underestimate. This is a very dangerous virus in the society and we must take it seriously. Thank you, sir.

جناب چیئرمین: چودھری شوکت محمود بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میری گزارش صرف اتنی ہے کہ کل ایڈوائزری کمیٹی میں بڑے اچھے ماحول کے ساتھ باتیں ہوئی ہیں اس کا input House میں بھی آیا۔ آج ہم لوگوں نے across the board بازو میں بازو ڈال کر، ہاتھ سے ہاتھ ملا کر اور قدم سے قدم ملا کر ان لوگوں کے ساتھ چلنے کا فیصلہ کیا ہے جو آج ہماری طرف دیکھ رہے ہیں اور بڑا اچھا gesture ہوا کہ آج جتنے بھی دوست بات کر رہے ہیں بہت اچھی باتیں اس میں آ رہی ہیں۔ جو ڈاکٹر تھے جو experts تھے انہوں نے اپنی اپنی باتیں بتائیں۔ میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہم جو اس House میں جنگ کر رہے ہیں وہ بھی اس وجہ سے کر رہے ہیں کہ ڈینگی کا جو حملہ ہوا ہے جو وائرس آیا ہے وہ اس قدر شدید ہے کہ ہمارے صوبے میں اس وقت ایمرجنسی کے حالات ہیں war footing کی صورتحال ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اس وقت جو صورتحال ہے وہ اتنی خطرناک ہے کہ ہم سب لوگوں کو مل کر گلی محلوں میں awareness کے ذریعے یہ convey کرنے کی بھی ضرورت ہے کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہمیں بڑی دلیری کے ساتھ، بڑے طریقے کے ساتھ، ان کے ساتھ چلنا ہے اور ان کے ساتھ مل کر اس ڈینگی وائرس کا مقابلہ کرنا ہے۔ Challenges آتے رہتے ہیں یہ قوموں پر ہی آتے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت یہ challenge پنجاب کے عوام پر آیا ہوا ہے اور خاص طور پر لاہور کے اندر موت جو رقص کر رہی ہے اس میں ہم سب لوگوں کو مل کر جدوجہد کرنی ہے۔ میں اس سلسلے میں دو تین چیزیں عرض کرنا چاہتا ہوں اور اپنی suggestions بھی دینا چاہتا ہوں اور اگر ان پر عمل ہو جائے تو بہت بہتر ہوگا۔ میں اس بات میں کوئی بخل نہیں رکھوں گا کہ قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف صاحب اور ان کی ٹیم آج جس محنت کے ساتھ کام کر رہی ہے، وہ فیلڈ میں نظر آ رہے ہیں، میں پارلیمانی سیکرٹری ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب کی بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ وہ آج ہر جگہ پر نظر آ رہے ہوں گے، ایم پی ایز بھی نظر آ رہے ہیں اور سرکاری ملازمین بھی نظر آ رہے ہیں لیکن میری صرف ایک گزارش ہے کہ پچھلے سال ڈینگی وائرس کا حملہ ہوا تھا اس سلسلے میں ہم نے آج جو campaign چلائی ہے میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ آج سے تین مہینے پہلے جناح ہسپتال کے ایم ایس ڈاکٹر جاوید اکرم نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک لیٹر لکھا تھا میں اس کی کاپی بھی ابھی آپ کو دوں گا۔ انہوں نے خط میں لکھا کہ ڈینگی وائرس کا بہت شدید حملہ ہونے والا ہے اس لئے ہمیں اس پر فی الفور پلاننگ کرنی چاہئے لیکن تین مہینے پہلے اس لیٹر پر عمل کیوں نہیں ہوا، جب

پچھلے سال یہ ڈینگی وائرس آیا تھا اس وقت بھی یہ کہا گیا کہ اگلے سال ڈینگی وائرس اس سے زیادہ آئے گا تو وہ وقت کیوں ضائع کر دیا گیا؟ آج جب موت ہمارے سروں پر رقص کر رہی ہے، آج جب وائرس لاہور میں پھیل چکا ہے، پنجاب میں پھیل چکا ہے تو ہم نے دو دن پہلے سری لنکا سے ڈاکٹروں کی ٹیم منگوائی، آج ہم کہہ رہے ہیں کہ جرمنی سے مشینیں منگوائیں گے۔ آج ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم نے جو مشینیں منگوائی ہیں ان میں سے کچھ ناکارہ نکل آئی ہیں۔ میری صرف اتنی عرض ہے کہ "بہت دیر کی مہرباں آتے آتے" آج جو عوام کے اندر وحشت ہے، آج جو عوام کے اندر خوف ہے اگر ہم اس کی پلاننگ پہلے کر لیتے تو یہ نہ ہوتا۔ یہ کرنے سے may be ڈینگی وائرس مکمل طور پر تو ختم نہ ہوتا لیکن اتنا minimize ضرور ہو جاتا کہ آج جو ہزاروں کی تعداد میں مریض ہیں یہ نہ ہوتے۔ میں on oath کہتا ہوں کہ میں پرسوں جناح ہسپتال گیا تھا آپ ڈاکٹر جاوید اکرم صاحب کا اے آر وائی چینل سے live پروگرام کا clip نکلوا لیجئے انہوں نے کہا کہ جناح ہسپتال میں روزانہ چار سے پانچ ہزار مریض آ رہے ہیں اور ان میں سے تقریباً دو سے تین ہزار کے درمیان ایسے لوگ ہیں جن کا ڈینگی وائرس positive آ رہا ہے۔ آج سیکرٹری ہیلتھ پنجاب کی یہ سٹیٹمنٹ چل رہی ہے کہ لاہور میں دس ہزار کے قریب ڈینگی وائرس کے مریض ہیں۔ آپ میو ہسپتال چلے جائیں، سروسز ہسپتال چلے جائیں، میں اس موقع پر سیاست کرنے والے پر لعنت بھیجتا ہوں، مچھر نے کسی کو دیکھ کر نہیں کاٹا ہے کہ میں نے شوکت بسراء کو کاٹا ہے یا وزیر اعلیٰ کو کاٹا ہے۔ گورنمنٹ یونیورسٹی نے ایک ریسرچ کی ہے اس کے مطابق وحدت کالونی، مغلپورہ اور سمن آباد سے 20 سے 25 فیصد mosquitoes ڈینگی وائرس سے لیس ہو کر لاہور کے اندر پھر رہا ہے اور میں جو باتیں کر رہا ہوں اس پر گورنمنٹ یونیورسٹی کی ریسرچ موجود ہے۔ اگر 20 سے 25 فیصد ڈینگی وائرس لاہور میں موجود ہے تو ہمیں اب تو جھوٹ سے اجتناب کرنا چاہئے اور اب تو ہمیں حقائق سامنے لے کر آنے چاہئیں تاکہ ہم حقائق کا سامنا کرنے کے لئے تیاری کریں۔ اگر یہ تین مہینے پہلے کیا جاتا تو یہ حالات نہ ہوتے لیکن اب حالات ہمارے کنٹرول سے باہر ہو چکے ہیں۔ ایمرجنسی ہو گئی، سری لنکا سے ٹیم آ گئی، جرمنی سے بھی مشینیں آ رہی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بہت اچھی بات کی ہے انہوں نے یہ کہا کہ ہمارے ہاؤس میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں پھر کہتے ہیں کہ ہم گلہ کرتے ہیں کتنی بد قسمتی کی بات ہے کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ جو کہ پنجاب کا سب سے بڑا ڈیپارٹمنٹ ہے اس کا وزیر نہیں ہے۔ ڈاکٹر سعید الٰہی پارلیمانی سیکرٹری ہیں یہ ہمارے بھائی ہیں ہمیں پتا ہے کہ یہ بہت محنتی ہیں، ڈاکٹر اسد اشرف ہمارے بھائی ہیں، زعیم قادری ہمارے بھائی ہیں کیا ان میں

سے کوئی اہل نہیں ہے کہ ان کو وزیر بنا دیا جاتا۔ میں اپنی بات صرف ڈینگی اور ہیلتھ پر رکھوں گا یہاں پر 23 وزارتیں ہمارے قائد ایوان کے پاس ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ہاؤس کس لئے ہیں اور یہاں جو ممبران ہیں یہ کس لئے ہیں؟ ہم قائد ایوان کی ٹیم ہیں، ہم ان کے کارکن ہیں، ہم ان کے سپاہی ہیں۔ یہ لوگ جو بڑے بڑے دفتروں میں بیٹھے ہیں، یہ جو بیوروکریٹس ہیں، یہ جو under nineteen کی ٹیم وزیر اعلیٰ کے ساتھ کام کر رہی ہے یہ خون چوس رہے ہیں اور یہ مال کما رہے ہیں۔ الزام ہم سیاستدانوں پر لگتا ہے، آج آپ نے جس طرح ایم پی ایز کی ٹیمیں بنائی ہیں میں دیکھتا ہوں کہ میری بہن عارفہ اور میری دوسری بہت ساری بہنیں خود سپرے کر رہی ہیں۔ اگر اس ہاؤس کو پہلے اعتماد میں لے لیا جاتا، اگر اس ہاؤس کے ممبران کو ساتھ لے لیا جاتا، اگر چار مہینے پہلے اس کی میٹنگ کر لی جاتی تو آج جو اموات ہوئی ہیں، آج جو لوگ مر رہے ہیں ایسا نہ ہوتا وہ سب ہماری بہن اور بھائی ہیں۔ فاروق یوسف گھرکی اسی ہاؤس کے ممبر ہیں، سابق وزیر ہیں وہ خود، ان کی بیوی اور ان کے بچے ڈینگی وائرس کی وجہ سے گھر میں پڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اس شہر کے ڈی سی او کو دس دفعہ call کی لیکن اس نے گوارا نہیں کیا کہ وہ ان کے ایریا میں سپرے کرائے۔ میں آج بھی گارنٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ جب میں نے بات کی کہ "بہت دیر کی مہربان آتے آتے" آج بھی 50/60 فیصد ایریا میں سپرے نہیں ہوا۔ نصرت جہاں گورنمنٹ یونیورسٹی کی پروفیسر ہیں انہوں نے ایک ریسرچ کی اور کہا کہ اس کا علاج سپرے نہیں بلکہ اس کا علاج بائیو کیمیکل میڈیسن ہے۔ اگر ان کی بات مان لی جاتی تو ٹوٹل اڑھائی کروڑ کی بائیو کیمیکل میڈیسن تھی۔ اب مون سون شروع ہو چکا ہے ہم جو سپرے کر رہے ہیں یہ مچھروں کا دوست سپرے ہے۔ کل وزیر اعلیٰ GEO چینل پر live تھے رات کو بہت سارے لوگوں نے وہ پروگرام دیکھا ہو گا وہ خود مختلف ہسپتالوں میں گئے۔۔۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): ڈاکٹر صاحب! پلیز مجھے بات کر لینے دیں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): ڈاکٹر صاحب! یہ کیا طریقہ ہے؟ آپ نے بات کر لی ہے۔ اب مجھے بات کر لینے دیں۔ آپ نے بات کرنی ہے تو میرے بعد کر لیں۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! آپ wind up کریں چونکہ ٹائم تھوڑا ہے اور باقی ساتھیوں نے بھی بات کرنی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں recommendations دے کر اپنی بات ختم کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری صرف اتنی گزارش ہے کہ ہم جو اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہیں اور جو مسلم لیگ (ق) کے ساتھی ہیں ہم سب آپ کو یقین دلاتے ہیں۔ اگر میرا علاقہ ہارون آباد ہے کسی دوست کا کوئی اور حلقہ ہے شاید ابھی وہاں اتنا ڈینگی نہیں گیا۔ ہم آپ کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ لاء منسٹر صاحب ابھی ہماری میٹنگ لیں، ہمیں اپنی ٹیم کا ممبر سمجھیں، یہ جہاں جس گلی محلے میں ہمارے دوستوں کو بھیجیں گے، ہماری بہنوں کو بھیجیں گے تو ہم ان کے قدم کے ساتھ قدم ملا کر، ان کے کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر ان کے ساتھ چلیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

دوسری بات یہ ہے کہ میں اب بھی قائد ایوان سے ہاتھ جوڑ کر گزارش کروں گا کہ قائد حزب اختلاف اور پارلیمانی لیڈر (ق) کو اپنی ٹیم کا ممبر بنائیں۔۔۔ پلیز مجھے recommendations دے لینے دیں۔ میں نے پہلے یہ الفاظ بولے ہیں کہ میں on oath کہتا ہوں کہ میں اس بات پر سیاست نہیں کر رہا بلکہ اپنے دل کی بات کر رہا ہوں، ان کو ٹیم کا حصہ بنائیں، ان کو میٹنگ میں اپنے ساتھ بٹھائیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): یہ نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین: پلیز۔ پلیز۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں آخر میں ایک appeal کرنا چاہتا ہوں کہ اس issue پر آج تک جو مجرمانہ غفلت ہوئی ہے اس بارے میں چیف جسٹس آف پاکستان سوموٹو نوٹس لیں۔ یہ case ہائیکورٹ میں pending ہے اسی لئے میں یہ بات کر رہا ہوں۔ وہاں پر ہمارے کسی ساتھی نے رٹ دائر کی ہوئی ہے۔ میں چیف جسٹس صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ سوموٹو نوٹس لیں کہ اگر دو نمبر سپرے خریدی گئی ہے اور دو نمبر سپرے کا چھڑکاؤ کیا گیا ہے تو ان کے خلاف اقدام قتل کا مقدمہ درج کیا جائے۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے اب تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئر مین! میں آخری recommendation دے رہا ہوں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اس میں غفلت کرنے والے افسران کے خلاف چیف جسٹس صاحب سوموٹو نوٹس لیں۔ ابھی تو صرف چالیس یا پچاس اموات ہوئی ہیں لیکن ڈینگی کی وجہ سے اس وقت ہزاروں لوگوں کے سروں پر موت رقص کر رہی ہے۔ اس معاملے کو non-serious مت لیں کیونکہ یہ ایک انتہائی اہم issue ہے۔ میں چیف جسٹس صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ کراچی میں گئے جس کی وجہ سے وہاں پر کچھ قدرے امن ہو گیا ہے۔ میں میاں محمد نواز شریف صاحب سے بھی appeal کرتا ہوں کہ آپ بھی باہر نکلیں۔ اگر آپ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کی قرعہ اندازی کر سکتے ہیں، پیلی ٹیکسی کی قرعہ اندازی کر سکتے ہیں تو آج ڈینگی سے بچاؤ کی مہم میں بھی شامل ہو جائیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم شانہ بشانہ ہو کر اس آفت کا مقابلہ کریں۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب چیئر مین! میں ایک clarification کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئر مین: ڈاکٹر صاحب! آپ اپنی بات کر چکے ہیں اس لئے اب دوسرے معزز ممبران کو بات کرنے دیں۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب چیئر مین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سپرے تو سپرے ہوتا ہے بائیو کیمیکل سپرے کوئی نہیں ہوتا۔ میں اس طرح کی جاہلیت والی گفتگو نہیں سن سکتا۔ میں بطور ڈاکٹر اس کی clarification کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئر مین! ڈاکٹر اشرف چوہان صاحب ماحول کو خراب کرنا چاہتے ہیں۔ یہ پہلے بات کر چکے ہیں اس لئے اب انہیں چاہئے کہ دوسروں کو بات کرنے کا موقع دیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب چیئر مین! بسراء صاحب نے بائیو کیمیکل سپرے کا ذکر کیا ہے میں صرف اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اگر مجھے اجازت نہیں دی جاتی تو پھر میں احتجاجاً ہاؤس سے walkout کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر محمد اشرف چوہان ہاؤس سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب چیئر مین: میں ڈاکٹر اسد اشرف صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ ڈاکٹر اشرف چوہان صاحب کو منا کر ہاؤس میں واپس لائیں۔ جی، رانا ارشد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب چیئرمین! میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ڈینگی وائرس کے حوالے سے بات کرنے کا موقع دیا۔ ڈینگی وائرس 2003 میں سب سے پہلے خوشاب میں پایا گیا اور اس وقت ڈینگی وائرس تقریباً سو ممالک میں موجود ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ اپوزیشن کے دوست بھی اس حوالے سے ہمیں اچھے اچھے مشورے دے رہے ہیں۔ جس تیزی کے ساتھ یہ موذی مرض پھیل رہا تھا اگر اس پر خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صبح سات بجے سے لے کر رات دو بجے تک کام نہ کرتے تو یہ مرض کنٹرول نہیں ہونا تھا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب، ان کے ساتھ کام کرنے والے ایم این اے، ایم پی اے صاحبان اور دوسرے ماہرین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے دن رات محنت کرکے اس مرض کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں ان ڈاکٹروں کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جو ڈینگی سے متاثرہ مریضوں کا پوری تندہی سے علاج کر رہے ہیں۔ لاہور میں ڈینگی وائرس نوے فیصد پایا جا رہا ہے جبکہ باقی دس فیصد ملتان، راولپنڈی اور فیصل آباد میں ہے۔ اس وقت نو اموات ڈینگی وائرس کی وجہ سے ہو چکی ہیں۔ اب یہی وائرس کراچی میں بھی پہنچ چکا ہے اور وہاں پر بھی اس کی وجہ سے ایک قیمتی جان ضائع ہوئی ہے۔ اسی طرح صوبہ پختون خواہ میں بھی یہ وائرس پہنچ گیا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہر پاکستانی شہری کو اس موذی مرض کو ختم کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ مجھے آج یہ بھی کہنا ہے کہ یہ اموات تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں کیونکہ موت برحق ہے۔ پاکستان پر جو بھی سخت حالات آئے ہوئے ہیں ان کے لئے دُعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مشکلات سے نجات دے۔ ڈینگی کا مرض ہو یا سیلاب کی تباہ کاریاں سب مشکلات کے لئے ہمیں مل کر کام کرنا چاہئے۔ سیلاب کی وجہ سے پچھلے سال بہت سی اموات ہوئی ہیں۔ اب اس سال بھی سیلاب تباہی مچا رہا ہے۔ کتنا اچھا ہوتا کہ سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لئے کوئی بروقت سدباب کیا جاتا۔ آج پورا پاکستان مشکلات میں مبتلا ہے۔ ڈینگی کے وائرس پر کنٹرول کرنا اور سیلاب کی تباہ کاریوں سے عوام کو بچانا صوبائی حکومتوں کی ذمہ داری ہے لیکن اس حوالے سے مرکزی حکومت کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ صدر پاکستان کو بھی چاہئے کہ وہ آگے بڑھیں، ڈینگی سے متاثرہ مریضوں کی مدد کریں۔ وزیر اعظم پاکستان بھی ڈینگی سے متاثرہ مریضوں کی دیکھ بھال کریں۔ مرکز کی طرف سے اس مرض پر قابو پانے کے لئے خصوصی طور پر funds کی announcement ہونی چاہئے کیونکہ پنجاب اور لاہور بھی پاکستان کا حصہ ہے اگر یہاں پر موت رقص کر رہی ہے تو اس کا مقابلہ پورے پاکستان کی تمام پارٹیوں کو مل کر کرنا چاہئے۔ آج یہ بہت اہم discussion ہو رہی ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ میرے بھائی، قائد

حزب اختلاف راجہ ریاض صاحب ابھی تک تشریف نہیں لائے اسی طرح مسلم لیگ (ق) کے ممبران بھی بہت کم تعداد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ان سب کو آج ہاؤس میں آنا چاہیئے تھا اور یہاں آکر سب کو اپنا اپنا کردار ادا کرنا چاہیئے۔اب وزیر اعلیٰ کی کوششوں سے سری لنکا سے ماہر ڈاکٹروں کی ٹیم آئی ہے ہمیں امید ہے کہ وہ بھی اپنا کردار ادا کریں گے۔مجھے خوشی ہے کہ اپوزیشن کے ممبران بھی اس سلسلے میں حکومت کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ہم سب کو مل کر اس موذی مرض کا مقابلہ کرنا چاہیئے تاکہ ایک بہادر قوم کی طرح ڈٹ کر ان مشکلات پر قابو پاسکیں۔بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر اختر ملک صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ آج جو topic discussion کے لئے اسمبلی میں رکھا گیا ہے وہ انتہائی اہم ہے۔جب ہمارے گناہ بڑھ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ عذاب نازل فرماتا ہے۔یہ عذاب کبھی چھوٹے اور کبھی بڑے ہوتے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ من حیث القوم ہمیں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیئے۔ہمیں دہشت گردی، موذی بیماریوں اور سیلاب کی تباہ کاریوں کا سامنا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب مشکلات ہمارے اعمال نامہ کی وجہ سے ہیں۔میں اس forum کی وساطت سے پوری قوم سے appeal کرتا ہوں کہ ہم من حیث القوم اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور اللہ تعالیٰ سے رحم کی appeal کریں۔ڈینگی وائرس کے بارے میں تو میرے ڈاکٹر ساتھیوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کر دی ہے۔وہ ایک چیز چھوڑ گئے ہیں جسے میں بتانا ضروری سمجھتا ہوں۔عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ جب کسی کو بخار ہوتا ہے تو لوگ خود ہی ڈسپرین یا بروفن لے لیتے ہیں۔اس بیماری میں ڈسپرین اور بروفن سخت ممنوع ہیں یہ بالکل استعمال نہیں کرنی چاہئیں اگر کوئی شخص ڈاکٹر کے پاس نہیں جاسکتا تو اپنی عمر کے مطابق simple پیناڈال لینی چاہئے لیکن اس میں ڈسپرین یا بروفن سخت ممنوع ہے۔میں یہاں پر ایک اور بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر سب لوگ اس بیماری کو کنٹرول کرنے پر لگے ہوئے ہیں۔ہمارے معاشرہ کا ایک لمحہ فکریہ ہے کہ جب کوئی وقوعہ رونما ہو جاتا ہے تو ہم اُس وقوعہ کو تو دیکھتے ہیں لیکن ہم اس کے ذمہ داران کا احتساب نہیں کرتے۔

جناب چیئرمین! میں نے پچھلی دفعہ بھی یہاں پر بات کی تھی کہ جن ذمہ داران پر یہ liability fix ہوتی ہے اگر ان کو کوئی سزا دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ آنے والے وقتوں میں ہمیں اتنی زیادہ شدومد کی ضرورت نہ پڑے۔پچھلی دفعہ جب سیلاب آیا تھا تو میں نے یہاں پر بات کی تھی کہ جن لوگوں نے اس میں جان بوجھ کر لاپرواہی کی یا جنھوں نے اس کو serious نہیں لیا اُن کے خلاف ایکشن ہونا

چاہئے تھا اور ہمارے کچھ دوستوں نے میری اس بات کو mind بھی کیا تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارا یہ forum اس چیز کو واضح کر دے کہ جو بندہ کسی کام کا ذمہ دار ہو گا اور وہ اُس کام میں کوتاہی کرے گا تو اُس کے خلاف ایکشن ہو گا اور ایکشن ہوتا ہوا نظر آئے گا، تو آئندہ سب لوگ اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اپنے اپنے کام کریں گے۔

جناب چیئرمین! ساری باتیں تو ہو چکی ہیں۔ میں صرف ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں کہ خاص طور پر اس بیماری میں protection زیادہ اہم ہے۔ وائرس کی بیماری کا علاج نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے حفاظتی تدابیر کرنا پڑتی ہیں اور اس کا symptomatic treatment کرنا پڑتا ہے کہ آپ بخار کے لئے پیناڈال لے لیں، hydration پوری کریں۔ اس وائرس کے دوران بلڈ پریشر کم ہونے اور خون بہنے سے زیادہ تر موت واقع ہوتی ہے۔ جیسے ابھی میرے بھائی ڈاکٹر اشرف صاحب کہہ رہے تھے کہ پانی کا زیادہ استعمال ضروری ہے۔ یہ افواہیں غلط طور پر پھیلائی جا رہی ہیں کہ سیب کا جوس لے لیں یا پپیتا لے لیں، یہ کوئی علاج نہیں ہے۔ اس میں re-hydration بہت ضروری ہے اور اللہ نہ کرے اگر bleeding ہو جائے تو اُس کے لئے فوراً Platelets لگوانے چاہئیں۔

جناب چیئرمین! آج یہاں پر بات ہوئی کہ وفاقی اور صوبائی حکومتیں مل کر ڈینگی کے سدباب کی کوشش کریں۔ رات کو ٹی وی پر ticker چل رہا تھا کہ وزیراعظم پاکستان نے Platelets کے حوالہ سے کوئی 4 کروڑ روپے کی مشینری allow کی ہے اور وہ مشینری مختلف ہسپتالوں میں آئے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ہمارے بڑے ہسپتالوں میں بھی یہ سہولت میسر نہیں ہے۔ اب یہ بیماری آ گئی ہے تو جس وقت تک اس کا خاتمہ نہیں ہوتا، ہمیں اس کے خلاف جنگ تو کرنی ہے اور ہمیں ہسپتالوں میں اس سے متعلقہ مشینری مہیا کر دینی چاہئے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے باہر بھیجا تھا کہ معزز ایوان سے بائیکاٹ کر کے باہر جانے والے معزز ممبر ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کو واپس ایوان کے اندر لایا جائے۔ اُن کی شرط تھی کہ مجھے شوکت محمود بسراء صاحب ایوان میں لے کر جائیں لیکن پھر میری طرف سے دوبارہ request کرنے پر انہوں نے اپنا بائیکاٹ ختم کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں بڑی مختصر سی لیکن technical بات کروں گا۔ Dengue is a French word. اور اس کا مطلب clean water fever ہے۔ یہ گندیا جوہڑ کا مچھر نہیں ہے جیسے

ہمارے کچھ ٹی وی دکھا رہے ہیں کہ یہ جوہر ٹاؤن نہیں ہے، یہ جوہر ٹاؤن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پنجاب کے 36 اضلاع میں سے صرف ضلع لاہور میں یہ قدرتی آفت آئی ہوئی ہے اور epidemic کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ یہ کوئی جان لیوا بیماری نہیں ہے۔ یہ اُسی طرح کی بیماری ہے جس طرح 103/104 fever میں mortality rate ہوتا ہے اس میں اُس سے بھی 5. فیصد کم mortality rate ہے اور صرف 2 فیصد لوگوں کو ہسپتالوں میں داخل ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ self limiting disease ہے یعنی خود بخود ٹھیک ہونے والی بیماری ہے۔ اس کی کوئی antibiotic or vaccine نہیں ہے۔ اس میں bed rest کرنا چاہئے، پیناڈال لینی چاہئے لیکن ڈسپرین نہیں لینی چاہئے کیونکہ ڈسپرین Platelets کی stickiness کم کر دیتی ہے، جب stickiness کم ہوتی ہے تو bleeding زیادہ ہو جاتی ہے اور پھر مریض کو ہسپتال میں داخل کرانا پڑتا ہے۔ اس میں ہر مریض کو ہسپتال میں داخلے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہاں پر 2 فیصد مریضوں کو ہسپتال میں داخلہ کی ضرورت ہے اور یہ ساری دنیا میں ہے۔ ایشیاء میں 2.6 بلین لوگ اس کے under constant threat میں رہتے ہیں اور یہ کوئی underdeveloped or developed countries کا معاملہ نہیں ہے، یہ equal distribution ہے چاہے developed countries ہوں یا underdeveloped countries ہوں۔ یہ وائرس انسان میں ہوتا ہے اور ایک خاص گروپ کا مچھر ہے اور اس کا flight area بیس سے پچیس گھر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لاہور میں سب سے پہلے ڈینگی کے مریض کنٹونمنٹ بورڈ کے area میں پائے گئے۔ کچھ لوگ اسے VIP مچھر بھی کہتے ہیں۔ یہ swimming pools، گلدان، فوارے، ائیر کنڈیشنر کے پانی، گھر کے صحن میں پڑے ہوئے ٹائروں، کسی برتن میں صاف پانی، برسات میں آپ نے ائیر کولر تو بند کر دیا لیکن وہ بارش کے پانی سے پھر بھر گیا لیکن کسی نے زحمت نہیں کی کہ ائیر کولر میں بارش کا پانی اکٹھا ہوا ہے۔ ان چیزوں سے صرف احتیاط کر کے اس بیماری سے بچا جا سکتا ہے۔ ابھی شروع میں جیسے میرے دوست نے ذکر کیا ہے حکومت پنجاب جو اقدامات کر رہی ہے وہ سب کے سامنے ہیں۔ اُن کی یہ بات بھی ٹھیک ہے کہ اس میں کوئی سیاست نہیں ہونی چاہئے۔ اس کی وجہ سے کہیں پر دورے وغیرہ نہیں کئے جا رہے اگر دورہ کیا جا رہا ہے تو صرف عوام کے لئے ہسپتالوں میں دورے کئے جا رہے ہیں یا اُن علاقوں میں دورے کئے جا رہے ہیں جہاں کسی کی کوئی death ہوئی ہوتی ہے۔ اس میں سب سے important بات یہ ہے کہ یہ مچھر جب انڈے دیتے ہیں تو یہ ایک سال تک خشکی میں زندہ رہ سکتے ہیں اور جیسے ہی نمی ملے گی، صاف پانی یا بارش کا پانی آئے گا تو یہ

بڑی تیزی سے grow کرتے ہیں۔ مچھر اس کو صرف ایک شخص سے دوسرے شخص تک carry کرتا ہے اور جیسے میں نے بتایا ہے وہ بھی ایک خاص قسم کا مچھر ہے یہ vector اور carrier ہے اگر ہم اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے سے روک لیں تو اس مرض سے بچا جا سکتا ہے۔ یہ مچھر گندے پانی میں نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ باقی اضلاع میں بہت تھوڑے یعنی ایک دو مریض سامنے آئے ہیں۔ کیا باقی اضلاع میں ضلعی حکومتوں اور حکومت پنجاب نے وقت پر بہت اچھا سپرے کیا ہے اور کیا انتظامیہ اور محکمہ صحت جاگا ہوا تھا؟ صرف لاہور میں یہ مرض پھیلا اور اُدھر نہیں پھیلا۔ وہاں غریب لوگ مچھروں کے درمیان ننگے جسم کے ساتھ کام کرتے ہیں، رات کو ننگے بدن چھتوں پر سوتے ہیں وہاں ڈینگی اس مقدار میں نہیں ہے۔ یہ صاف پانی کا VIP گھریلو مچھر ہے۔

جناب سپیکر! حکومت جو چاہے کر لے آپ گھر گھر پولیو کی ویکسینیشن کی ٹیم بھیج دیں اگر میں اپنے بچے کو پولیو کے قطرے نہ پلانا چاہوں، دروازہ نہ کھولوں، یہ کہوں کہ یہ کافر ویکسین ہے اور یورپ سے آئی ہے۔ اسی وجہ سے آج بھی یہاں پولیو کا مریض نظر آ جاتا ہے جبکہ Polio Eradication Programme پاکستان میں شروع ہے، چائنا اور دوسرے ممالک نے بھی ہمارے ساتھ یہ پروگرام شروع کیا تھا وہاں دو سالوں میں eradicate ہو گیا۔ ہمیں اس پر سیاست سے ہٹ کر ٹھوس اقدامات اٹھانے ہیں۔ اب اس پر بہت کام ہو رہا ہے 14-2013 میں اس کی ویکسین مارکیٹ میں آ جائے گی اور اس کو bio eradication کے تحت ہم ختم کرنے کے لئے کوشش کریں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہے میں نے ڈینگی کے بارے میں تحریک التوائے کار پیش کی تھی اور جب سپیکر صاحب نے اس بحث میں اس تحریک کو بھی شامل کر دیا گیا۔ میں ڈاکٹر نہیں ہوں بلکہ عام شہری اور وہ ماں ہوں جسے اپنے بچوں کی اسی طرح فکر لاحق ہے جس طرح دوسری ماؤں کو فکر لاحق ہے۔ ہم بھی اسی خوف میں مبتلا ہیں جس خوف میں دوسرے شہری مبتلا ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ prevention کا وقت تو گزر چکا ہے۔ اس کے جو نتائج آنے تھے وہ وقت پر کام نہ کرنے کی وجہ سے ہمارے سامنے ہیں۔ ہمیں تکلیف یہ ہوتی ہے کہ یہ کسی ایک بندے کا issue نہیں لاہور میں رہنے والے پاکستانی ہیں اور ان کا کسی بھی سیاسی جماعت سے تعلق ہو سکتا ہے۔ اس سے قطع نظر کام ہونا چاہئے لیکن کہیں بھی اپوزیشن کو on board نہیں لیا گیا۔ میں نے سنا ہے کے ڈینگی پر war footing پر کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک گزارش یہ کرنا چاہتی ہوں کہ ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب میرے لئے بڑے محترم ہیں۔ ان سے ایک ٹی وی پروگرام میں بھی بات ہوئی تھی تو میں نے اس وقت بھی ان سے گزارش کی تھی کہ میں قذافی سٹیڈیم کے posh area میں رہتی ہوں اور میری vicinity میں میری گلی کے سوا ارد گرد ہر جگہ سپرے ہوا ہے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ آپ بے شک میری گلی میں میرے گھر پر سپرے نہ کریں لیکن گلی کے اندر رہنے والے باقی لوگوں کو میری وجہ سے سزا نہیں دینی چاہئے اس لئے وہاں پر بھی سپرے اتنا ضروری ہے جتنا باقی جگہوں پر ضروری ہے۔ اگر یہ کوئی political move تھی اور سیاسی بنیادوں پر ایسا کیا گیا تو میری رہائش ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب کے حلقہ انتخاب میں ہے۔ اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ ان پر ڈبل ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ میں voluntarily کہہ رہی ہوں کہ میں اپنے گھر میں سپرے خود کرا لوں گی لیکن میری گلی میں سپرے کر دیں باقی لوگوں کا نقصان میری وجہ سے نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! کل پنجاب اسمبلی میں اجلاس کے دوران سپرے کیا گیا مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ سپرے صبح ہو سکتا تھا یا اجلاس کے بعد ہو سکتا تھا۔ اسمبلی کے اجلاس کے دوران سپرے کرنے کی کیا وجوہات تھیں یہ میری سمجھ میں تو نہیں آئیں۔ یہ سپرے پھیپھڑوں کے لئے مضر ہے اس لئے یہاں ہمیں دھواں دینے سے بہتر تھا کہ سپرے اجلاس شروع ہونے سے پہلے یا ختم ہونے کے بعد کر لیا جاتا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اب یہ ایک وباء ہے اور اسی طرح اس کو treat کرنا چاہئے۔ اب جو کچھ ہو رہا ہے وہ تو ٹھیک ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اگلے سال کی فکر ابھی سے شروع کرنا ہو گی۔ اگر اگلے سال وقت پر prevention نہ کی گئی تو ڈینگی اس سے زیادہ خطرناک صورت اختیار کرے گا۔

جناب سپیکر! میں ایک گزارش یہ بھی کرنا چاہتی ہوں کہ حکومت پنجاب نے سکولوں میں چھٹیوں کا اعلان کیا تھا لیکن بہت سے نجی سکول ابھی بھی کھلے ہوئے ہیں۔ اس کا notice لیا جانا چاہئے۔ ہم وزیر اعلیٰ صاحب کے جذبات کی قدر کرتے ہیں کہ ان کو بڑی فکر ہے لیکن میڈیا کی ایک جم غفیر وارڈز میں لے کر جانا مناسب نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحبان زیادہ بہتر بتا سکتے ہیں کہ ان مریضوں کو isolation کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ ان کے wash rooms بھی علیحدہ ہونے چاہئیں کیونکہ یہ وباء اس وجہ سے بھی پھیل سکتی ہے اس لئے اگر ہم publicity کے لئے ان دنوں کو چھوڑ دیں تو بہتر ہو گا۔ اس کے علاوہ ہم جو ڈیڑھ ڈیڑھ صفحوں کا اخبارات میں اشتہار دے رہے ہیں اگر ہم اس پیسے سے ادویات لے لیں اور لوگوں

کوbeds مہیا کر دیں تو بہتر ہو گا۔ میں ایک اور اہم بات کا ذکر کرنا چاہتی ہوں کہ ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب جب wind up کریں تو یہ ضرور بتا دیں کہ کیا یہ ہدایت حکومت پنجاب کی ہے کہ death tool کو کنٹرول کرنے کے لئے جب death Certificate بنے تو اس پر ڈینگی skip کر دیا جائے کہ فلاں فلاں بخار لکھ کر فارغ کر دیا جائے تو ایسے نہیں ہونا چاہئے۔ مجھے بڑی تکلیف ہوئی کہ سری لنکا کے ماہرین نے آتے ہی سب سے پہلے کچرا اٹھانے کی ترغیب دی ہے۔ اگر ہمیں ابھی تک کچرا اٹھانے کی سمجھ نہیں آئی جبکہ ہم نے Waste Management Company بنائی ہے۔ اس کے علاوہ پتا نہیں کتنے بڑے بڑے بیوروکریٹ رکھے ہوئے ہیں اور اُن کو بڑی بڑی تنخواہیں بھی دیتے ہیں اگر اس کے باوجود لاہور سے بھی ہم کچرے کو کنٹرول نہیں کر سکتے تو پھر لیہ اور راجن پور والے ٹھیک کہتے ہیں۔

جناب سپیکر! جب آپ under18 ٹیم کھلائیں گے، under18 DCO جب یہاں پر کام کریں گے اور non professional attitude ہو گا تو پھر اس طرح کی وبائیں پھیلیں گی۔ وباء پر کنٹرول کرنے کے لئے پہلے prevention پھر cure ہونی چاہئے۔ ان تمام چیزوں پر اگر آج ڈینگی پر صحیح طریقے سے کام نہ کیا گیا تو اگلے سال یہ خطرناک ترین صورتحال اختیار کر سکتا ہے۔ میں اس دعا کے ساتھ اپنی بات ختم کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو شفائے کاملا عطا فرمائے اور باقی سب کو اس عذاب سے دور رکھے۔ (آمین)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے یہ کہوں گی کہ ڈینگی کا sting تو اپنی جگہ ہے اپوزیشن نے اپنا sting جو استعمال کرنا شروع کیا ہے اس کا یہ موقع نہیں ہے جب کبھی بھی ایسی وبائیں آتی ہیں تو اکٹھے ہو کر کام کرنا بہت ضروری ہو جاتا ہے۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دینا چاہتی ہوں کہ 50 کی دہائی میں پہلا HIV کا کیس ایک کیمپ میں آیا تھا اور وہ ایک بچی تھی اس کے بعد 80 کی دہائی میں اسے explore کیا گیا پھر پتا چلا کہ وہ کتنی بڑی وباء ہے جو دنیا میں پھیل گئی۔ ان چیزوں کو politicize کرنے کی نہیں بلکہ اس کو understand کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مجھے بہت افسوس ہے اور مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں آج پرائمری کلاس کے اجلاس میں بیٹھی ہوئی ہوں جہاں پر صرف یہ بتایا جا رہا ہے کہ ---

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! یہ ایوان کی توہین کر رہی ہیں۔ انہیں ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئرمین! میں جو بھی بات کر رہی ہوں اپنے دل سے کر رہی ہوں اور مجھے اپنے دل کی بات کرنے کا پورا حق ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ ڈیٹنگی پر رہیں۔ (قطع کلامیاں)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! ان کے الفاظ کو حذف کرایا جائے۔

جناب چیئرمین: گوندل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئرمین! اگر میں اپنی رائے دے رہی ہوں تو مجھے اپنی رائے دینے کا پورا حق ہے۔ میں پرائمری سکول والوں کی بھی عزت کرتی ہوں مگر افسوس تو یہ ہے کہ کند ذہنی کی یہ حالت ہے کہ ان کو یہ بھی پتا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی، آپ اپنی رائے دیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئرمین! میں بتا رہی ہوں کہ کس طریقے سے epidemics پھیلتی ہیں اور کس طریقے سے اُن کو کنٹرول کیا جاتا ہے؟ میں اس وقت صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ خدا کے واسطے اس کو criticize نہ کریں اور صرف اپنے صوبے کی طرف دیکھیں۔ یہ صوبہ صرف (ن) لیگ کا صوبہ نہیں بلکہ آپ سب کا ہے۔ اس وقت (ن) لیگ کو criticize کرنے کے لئے جو باتیں کی جارہی ہیں اُن کو eliminate کر کے صرف epidemics پر غور کریں۔ بجائے ہمیں ایک دوسرے کو criticize کرنے کے، ہمارا کام یہ ہونا چاہئے کہ ہم ایک دوسرے کو support دیں۔ ہم آپ کو اپنی support میں بالکل شامل کرتے ہیں اور اس میں کہیں پر یہ discrimination نہیں کی گئی کہ یہ اِس کا حلقہ ہے اور یہ فلاں کا علاقہ ہے۔ میرے خیال میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میڈیا already مچھر کے وائرس کی بیماری کے بارے میں بہت اچھی information دے رہا ہے۔ ہم یہاں پر کسی قسم کی disease پر lecture دینے نہیں آئے۔ اگر یہاں پر ڈاکٹر حضرات بھی بیٹھے ہوئے ہیں تو وہ ہسپتال میں نہیں بلکہ اسمبلی کے ممبران کی حیثیت سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ ٹائم آ چکا ہے کہ ہم سب مل کر کم از کم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ ہم ایک تماشا کھڑا کرنے کے لئے کبھی میڈیا کے سامنے لڑائی کریں اور کبھی اسمبلی کے اندر نام لے لے کر ایک دوسرے کو criticize کریں، ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ میں آخر پر صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ لوگ استغفار اور بہت سی آیات کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اللہ معاف کر دے گا لیکن حقوق العباد کی طرف بھی دیکھ لیں

کیونکہ شاید ان کی معافی ملنا مشکل ہو۔ میرا یہ خیال نہیں کہ اِس وقت politicize کرنے کا ٹائم ہے لہذا براہِ مہربانی epidemic پر غور کریں۔ میں نے خود صحت کی پالیسیاں پڑھی ہوئی ہیں اس لئے صحت کی پالیسیاں بنی چاہئیں اور اُسی کے مطابق ہی کام کرنا چاہئے۔ مزید باہر کی جو ٹیمیں آئی ہیں اُن پر بھی appreciate کرنا چاہئے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ! تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے حکومت پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ وہ ڈینگی مچھر کے حوالے سے بہت اچھی تدابیر اختیار کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ وفاقی حکومت بھی حق دار ہے جنہوں نے دعا کے ساتھ دعائے مغفرت بھی کرائی اور پنجاب و دیگر صوبوں کو مشینری مہیا کی۔ میں زیادہ دیر تک بات کروں گی اور نہ ہی criticize کروں گی۔ اِس وقت ڈینگی کی صورتحال یہ ہے کہ ہر بندہ ہی ڈینگی نظر آتا ہے۔ میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ فیصل آباد میں جہاں میں رہتی ہوں وہاں پر encroachment کی وجہ سے ایک گندا نالہ ڈی سی او صاحب نے گرایا ہوا ہے اور سارا کچرا باہر پڑا ہوا ہے جو اٹھایا ہی نہیں جا رہا۔ میری رہائش کی پچھلی طرف ایک گلی ہے جہاں پر کوئی سیوریج سسٹم نہیں ہے اور نالیوں کا گندا پانی گلیوں میں ہر وقت گھومتا رہتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! اِن سے کہیں کہ ذرا اونچا بولیں۔

جناب چیئرمین: جی، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئرمین! جب یہاں کوئی بولتا ہے تو کیا اُس وقت دوسرے کے بولنے سے انہیں کوئی نمبر مل جاتے ہیں؟ یہ اُن لوگوں کی بھول ہے جو اس طرح سے interfere کرتے ہیں۔ یہ سراسر غلطی کر رہے ہیں اور دنیا کو کیوں دکھا رہے ہیں کہ ڈینگی کی وجہ سے ہر کوئی "ڈِنگا" نظر آ رہا ہے؟ لوگ اتنے پریشان ہیں کہ اگر کسی کے سَر میں درد ہوتا ہے تو وہ ڈاکٹر کے پاس جا کر یہ نہیں کہتا کہ مجھے سَر میں درد ہو رہا ہے بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ فوری طور پر میرا ٹیسٹ کریں، کہیں ڈینگی تو نہیں ہے؟

جناب چیئرمین! میں اپنے علاقہ کے حوالے سے کہہ رہی تھی کہ ہماری ٹوٹی پھوٹی گلی ہے اور اُس میں سیوریج کا پانی باہر آ جاتا ہے۔ میں وزیر قانون اور اپنے پارلیمانی سیکرٹری ڈاکٹر سعید الٰہی سے یہ گزارش اور التجا کرتی ہوں کہ براہِ مہربانی میرے فیصل آباد کی طرف تھوڑا دھیان دے دیں اور وہاں پر روزانہ سپرے کروا دیا کریں تا کہ لوگوں کو کوئی بیماری نہ لگے۔ چلیں، میرا گھر چھوڑ دیں مگر باقی لوگوں کے

گھروں میں سپرے کروادیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہاں کے باقی لوگ آپ سے زیادہ پیار کرتے ہوں اور سپرے نہ کرکے کیاآپ اُن بے چاروں کو پیار کی سزادے رہے ہیں؟ میری استدعا ہے کہ وہاں پر سپرے ضرور ہونا چاہئے۔اس کے ساتھ ساتھ ہم سب کو اپنے اختلافات بھول کر اپنے ملک و قوم کی طرف دیکھنا چاہئے، روزانہ دعائے مغفرت کرنی چاہئے اور اپنے اعمال درست کرنے چاہئیں۔جب تک ہم اپنے اعمال اور قبلہ درست نہیں کریں گے تب تک یہ عذابِ الٰہی ہم پر نازل ہوتا رہے گا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں آپ اپنی باری پر بات کرلیں۔ کیاآپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر بڑا genuine ہے اور میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں ہاؤس میں اس بیماری پر discussion کی افادیت شاید بہت ہوگی لیکن میں حکومت سے یہ request کرنا چاہتا ہوں کہ discussion بھی ہو مگر کوئی experts ہاؤس کے تمام ممبران کو preventive measures کے بارے میں بریفنگ دیں تاکہ ہمیں کوئی سمجھ ہو اور ہم اپنے حلقوں میں جاکر کام کر سکیں۔

جناب چیئرمین: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان: میری ایک بات سن لیں جو بہت اہم ہے۔ Discussion بھی بہت اہم لیکن discussion knowledge based ہو تاکہ ہمیں آگاہی ہو۔ جس طرح کمیٹی کے ممبران ہیں یا میرے چھوٹے بھائی ڈاکٹر اسد اشرف صاحب ہیں اُن کو ضرور پتا ہوگا کیونکہ اُن کا profession ہے۔ یہاں پر کمیٹی رُوم میں experts آکر ہمیں پوری بریفنگ دیں کہ کس طرح ڈینگی سے بچا جا سکتا ہے اور کیا کیا تدابیر اختیار کرنی چاہئیں؟ میری یہ گزارش ہے کہ جتنے علاقوں میں ڈینگی کا حملہ ہو چکا ہے اور پنجاب کے باقی حصوں میں جہاں پر اس کی ratio کم ہے وہاں پر ابھی سے ہی preventive measures اپنانے چاہئیں اور اس کے لئے ہمیں بہت زیادہ احتیاط کی بھی ضرورت ہے۔ جس طرح یہاں پر ایک مہم چلائی جارہی ہے اور وزیراعلیٰ صاحب خود پمفلٹ تقسیم کررہے ہیں اسی طرح پنجاب میں پوری انتظامیہ کو ہدایت کی جائے۔

جناب چیئرمین: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! میری تجویز نہایت اہم ہے۔

جناب چیئرمین: باقی ممبران بھی اہم بات ہی کر رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! پنجاب کے پورے ڈی سی او اور ڈی پی او صاحبان کو یہ direction جانی چاہئے۔ میں اپنے ضلع بھکر کی بات کرتا ہوں کہ وہاں پر کسی محکمے کو پتا ہے اور نہ ہی کسی افسر کو پتا ہے کیونکہ یہ بیماری تو ابھی ٹرانسفر ہو گی۔ اگر یہاں سے کوئی بندہ وہاں جاتا ہے جس کو خدانخواستہ یہ بیماری ہے تو وہاں پر عام مچھر کو جب یہ ڈینگی مچھر کاٹے گا تو وہ مزید پھیلاؤ کرے گا۔ اِس وقت پورے ملک اور خصوصاً پنجاب میں سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ preventive measures ابھی سے ہی adopt کرنے چاہئیں، باقی شہروں میں اشتہار بازی کرنی چاہئے اور پوری انتظامیہ کو بھی اس کام پر لگانا چاہئے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہاں پر کوئی منسٹر موجود نہیں ہے اور صرف ممبران بیٹھے ہیں۔ ہم اور آپ تو پہلے ہی آپس میں discussion کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو سناتے ہیں۔ ویسے میں بہت اہم بات کر رہا ہوں اور کوئی غیر ضروری بات نہیں کر رہا۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ یہاں پر متعلقہ وزیر موجود ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہاں پر موجود ہیں اور وہ note کر رہے ہیں۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! یہ نوٹس ضرور لینے چاہئیں مگر یہاں سے یہ direction پورے پنجاب میں جانی چاہئے اور ہمیں بریفنگ دیں تاکہ جب ہم اپنے حلقوں میں جائیں تو ہم لوگوں کو خود آگاہی دے سکیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں بالکل مختصر بات کروں گا اور جو بھی بات کروں گا وہ ریکارڈ کے حوالے سے کروں گا۔ دو سال پہلے میں نے اسی معزز ایوان میں یہ بات کہی تھی کہ واسا جو road cut لگاتا ہے اُس کی مرمت کا ذمہ دار TMO آفس ہے۔ میں نے ریکارڈ پر یہ ثابت کیا تھا کہ گلبرگ میں

کروڑوں روپیہ road cut سے کھایا جا رہا ہے جس کا میں نے باقاعدہ ایک Pay Order پیش کیا تھا کہ یہ 11 لاکھ روپے PTCL کے فلاں ٹھیکیدار نے جمع کرانا تھا جو اُس نے جمع نہیں کرایا۔ Road cut لگایا، سڑک پر کھڈے بنائے اور آپ کو بھی پتا ہے کہ کارپٹ روڈ پر اگر آج تین یا چار فٹ کا کھڈا لگا ہے تو کل وہ پانچ اور پرسوں دس فٹ ہو گا۔ جب یہ مسئلہ پیدا ہوا تو واسا اور TMA نے مل کر تمام ایسے گڑھوں پر کہیں سے ملبہ لا کر ڈال دیا۔ جب وہ ملبہ ڈالا گیا اور وہاں سے گاڑیاں گزریں تو آج بھی وہ گڑھے ویسے کے ویسے ہی موجود ہیں۔ میں ایک بڑی سادہ سی بات کہنا چاہتا ہوں کہ جب road cut لگایا جاتا ہے تو اس کی لاکھوں روپے فیس بھی جمع ہوتی ہے تو واسا کا عملہ یا ڈیپارٹمنٹ اسے خود مرمت کیوں نہیں کرتا؟ وہ ریکارڈ TMA کو دیتا ہے جس کا کردار سب پر عیاں ہے اور وہ کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ ایک تو میں یہ چاہتا ہوں کہ جہاں جہاں road cut کا پیسا جمع ہوا ہے اس کا نہ صرف آڈٹ کیا جائے بلکہ یہ دیکھا جائے کہ لگنے والے road cuts مرمت کیوں نہیں ہوئے؟ یہ بنیادی وجہ ہے ڈینگی کے پھیلنے کی کیونکہ یہ fresh پانی میں پیدا ہو رہا ہے۔ میں ایک اور بات بتانا چاہتا ہوں کیونکہ اسے کوئی watch کرنے والا نہیں ہے اور مرمت کی آڑ میں roads کا جتنا پیسا ہے وہ کھایا جا رہا ہے تو میں حیران ہوں کہ ایک عام سی سڑک کی مرمت کا بجٹ کروڑوں روپے میں ہے چونکہ اس میں سے کھایا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ صحیح طرح مرمت نہیں ہوتی۔ اس حوالے سے میرے پاس ثبوت موجود ہیں کہ ایک سڑک چھ ماہ میں دوسری مرتبہ مرمت ہو رہی ہے تو اس بیماری سے یا کسی بھی بیماری سے اس کے direct concerned محکموں کو جب تک آہنی ہاتھوں سے نہیں پکڑا جائے گا تو یہ معاملہ ٹھیک نہیں ہو گا۔ یہ ریکارڈ نکلوالیں کہ دو سال پہلے میں نے کہا تھا کہ یہ جو گڑھے بن رہے ہیں اس کے اندر کیا ہو گا؟ شکریہ

جناب چیئرمین: سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس ایوان میں دیکھیں کہ آج کتنی بے حسی ہے کہ پوری قوم ایک بیماری اور آفت میں گھری ہوئی ہے اور یہاں کل فیصلہ ہوا تھا کہ ڈینگی پر general discussion ہے لیکن اس کے باوجود عدم دلچسپی کا یہ حال ہے کہ اپوزیشن بنچ ہوں یا حکومتی چند لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ قوم اس سسٹم سے مایوس ہو چکی ہے اور یہ موقع تو نہیں کہ میں یہ بات کروں لیکن میں خود اس سسٹم سے مایوس ہوں۔

(حزب اقتدار کے معزز ممبران کی طرف سے "مایوسی گناہ ہے" کی آوازیں)

جناب چیئر مین! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ انہیں کہیں کہ ہوٹنگ نہ کریں کیونکہ میں serious بات کر رہا ہوں اور اگر یہ آرام سے نہیں سننا چاہتے تو ایوان سے باہر چلے جائیں۔ یہی روّیہ جب میڈیا کے ذریعے عوام میں جاتا ہے تو وہ ہمارے بارے میں باتیں کرتی ہے جن سے ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ یہاں پر ایک آدمی بات کر رہا ہوتا ہے اور باقی سارے اس پر فقرے بازی کر رہے ہوتے ہیں تو انہیں شاید اندازہ نہیں کہ یہاں پر ان کی ایک sitting پر کتنے پیسے خرچ ہوتے ہیں؟ یہاں جب بھی بات ہوتی ہے تو privileges کی ہو رہی ہوتی ہے کہ "آج اشارے پر میرا استحقاق مجروح ہو گیا ہے، آج ناکے پر میرا استحقاق مجروح ہو گیا ہے"۔ قوم کن پریشانیوں میں گھری ہوئی ہے اور اسے کون سے چیلنج درپیش ہیں ان کے بارے میں انہوں نے کبھی بات نہیں کی۔ میں on the floor یہ بات کر رہا ہوں کہ ہم لوگ قوم کے مجرم ہیں، ہم لوگ قوم کا پیسا ضائع کر رہے ہیں اور کھا رہے ہیں۔ یہاں پر ایک پائی کا کام نہیں ہوتا اور کہا یہ جاتا ہے کہ میری گلی میں سپرے نہیں ہوا، مجھے ویکسین نہیں مل سکی، میرا ٹیسٹ نہیں ہوا اور مجھے ادویات نہیں ملیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ حکومت جس حد تک ہو سکتا ہے وہ کوشش کر رہی ہے اور یہ ہرگز نہیں ہے کہ کوئی شخص یہ سوچے کہ وزیراعلیٰ سوچتا ہو گا کہ میری قوم مر جائے اور اسے نقصان ہو جائے تو مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ ہر آدمی سوچتا ہے کہ میرا مستقبل ٹھیک ہو وہ چاہے موجودہ وزیراعلیٰ ہو یا اپوزیشن ہو لیکن کوئی بھی یہ نہیں چاہتا کہ میرا موجودہ status خراب ہو جائے۔

جناب چیئر مین! یہاں پر میں یہ بات کہنا ضروری سمجھوں گا کہ جو کام ہمیں تین ماہ پہلے کرنا چاہئے تھا وہ ہم بروقت نہیں کر سکے اور آج جب ہم ایک آفت میں گھر چکے ہیں تو ہم طبقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ آپ تاریخ پڑھ کر دیکھ لیں کہ یہی آسمانی آفات اور بیماریاں معاشرے مرتب کرتی ہیں، لوگوں کو اکٹھا کر دیتی ہیں اور قومیں چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے سینہ سپر ہو کر اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرتی ہیں جس کا آج بھی ہمارے معاشرے اور ہماری اسمبلی میں فقدان ہے۔ آج بھی ہم points scoring کے چکر میں ہیں اور آج بھی ہم اپنی اپنی پارٹیوں کے جائزہ کار کرنے کے چکروں میں ہیں۔ میں یہاں اپنے بھائیوں کو یہ مشورہ دوں گا کہ وہ اپنے اختلافات چھوڑ کر دیکھیں کہ ہم آج سری لنکا جیسے پسماندہ ملک سے مدد طلب کر رہے ہیں۔ ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ ہم ایٹمی طاقت ہیں، ہمارے پاس ایٹم بم ہے اور ہم 28 مئی کو یوم تکبیر منا رہے ہوتے ہیں جس پر اربوں روپے کا ضیاع کر رہے ہوتے ہیں لیکن دوسری طرف ایک مچھر سے لڑنے کے لئے ہم سری لنکا سے مدد طلب کرتے ہیں

جو کہ شرم کا مقام ہے۔ ہم پر یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے کہ لاہور میں ڈینگی وائرس ہوتا ہے تو ہمارے حکومتی بنچوں کو سندھ کا سیلاب نظر آتا ہے اور وہ اس کے تدارک کی بجائے کہتے ہیں کہ جا کر سندھ میں دیکھو کہ وہاں سیلاب نے تباہی مچا دی ہے۔ اگر میں کہوں کہ سندھ کے سیلاب کے ذمہ داروں کو سزا ملنی چاہئے تو وہ بے جا نہیں ہو گا۔ اگر انہوں نے اس کے لئے اقدامات نہیں کئے تو انہیں سزا ملنی چاہئے لیکن اگر لاہور میں ڈینگی کے خلاف بھی کوئی مہم نہیں چلائی جا سکی تو ان ذمہ داروں کو بھی سزا ملنی چاہئے۔ ہم جس منصب پر ہیں ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہئے اور ہمیں اپنا گھر صاف کرنا چاہئے۔ میں یہاں پر یہ پوچھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ سابق سیکرٹری صحت فواد حسن فواد کو کس کام کے صلے میں ایک اچھی سیٹ پر تعینات کر دیا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ وہ اس ڈینگی وائرس کا ذمہ دار ہے اور یہاں on the floor ہر ممبر نے یہ بات کی کہ وہ شخص اپنی ڈیوٹی صحیح perform نہیں کر رہا، وہ ممبران کا استحقاق مجروح کرتا ہے اور وہ کام نہیں کرتا تو کسی ممبر یا وزیر اعلیٰ نے اس کا نوٹس نہیں لیا تھا اور آج کا یہ ڈینگی وائرس اس شخص کی وجہ سے ہے۔ اگر وہ بر وقت اقدامات کرتا جیسے ہم بچپن میں دیکھتے تھے کہ ہر گاؤں اور ہر گھر میں سپرے ہوتا تھا لیکن عرصہ دراز سے اس سسٹم کو ختم کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! آج میں نے ایک اور چیز note کی کہ ہمارے جناح ہسپتال کے ایم ایس صاحب ایک اشتہاری مہم میں کردار ادا کر رہے ہیں تو کیا یہ Public Servant Act کی خلاف ورزی نہیں ہے کہ وہ ٹی وی پر آ کر "ہاؤس فل" کی تشہیر کر رہے ہیں کہ یہ لگائیں اس سے یہ ہو جائے گا۔ کیا یہ سول سرونٹ ایکٹ کی خلاف ورزی نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کو قرار واقعی سزائیں ملنی چاہئیں تا کہ وہ لوگ معاشرے کے لئے نشان عبرت ہوں اور لوگ انہیں دیکھ کر خائف ہوں۔ سرکاری ہسپتالوں میں اتنا rush نہیں ہے اور پرائیویٹ سیکٹر اور پرائیویٹ ہسپتالوں میں جا کر دیکھیں کہ ان کے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ ہم فری علاج کریں گے لیکن وہاں پر 14,14 ہزار روپے کی kit فروخت ہو رہی ہے۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ ہمیں ان چیزوں کا نوٹس لینا چاہئے۔ یہاں بیٹھ کر ہم ایک دوسرے کا مذاق اڑاتے ہیں، قوم کا پیسا اڑاتے ہیں، قوم کا وقت ضائع کر رہے ہیں اور اپنے مینڈیٹ کی توہین کر رہے ہیں۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا اور اپنے بھائیوں کو یہ بھی کہوں گا کہ ایک دوسرے کا مذاق اڑانا چھوڑ دیں شاید ان پر اسی چیز کا عذاب نازل کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب چیئرمین! باری تو میری لسٹ پر چوتھے نمبر پر تھی پتا نہیں یہ پسند اور ناپسند کا معاملہ ہے۔

لفظوں کے بیچتا ہوں پیالے خرید لو
شب کا سفر ہے کچھ تو اجالے خرید لو

ڈینگی بخار کم ہو یا زیادہ اس کا panic ضرور ہے۔ گزشتہ سال بھی ڈینگی بخار کا چرچہ تھا۔ مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ یہ اداروں کی کمزوری ہے، ادارے vision نہیں رکھتے اور وقت پر سپرے نہیں ہوتے۔ یہ تمام measures کو لینا چاہئے تھا جس کو دیر ہو گئی اور اب اس عذاب میں قوم مبتلا ہو چکی ہے۔ ان حالات میں، میں یہ تحسین کروں گا اور تنقید بھی کروں گا۔ مجھے تنقید کرنے میں کوئی خوف ہے اور نہ تحسین کرنے میں، میں کوئی بخل کرتا ہوں۔

وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف دن رات اب ہنگامی طور پر محنت کر رہے ہیں اور یہ سب کو نظر آ رہا ہے۔ میرے محترم ممبران اسمبلی جن میں ڈاکٹر سعید الٰہی، ڈاکٹر سامیہ امجد، ڈاکٹر محمد اشرف چوہان اور ڈاکٹر اسد اشرف صاحب ہیں ان سے مجھے بہت ساری معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ میں بات کرنا چاہتا ہوں رویوں پر۔ میں نے جو تقریر کرنی تھی اس کو چھوڑ کر میں سید حسن مرتضیٰ صاحب کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ میں ان کی باتوں پر اتفاق بھی کرتا ہوں اور اس کو آگے بھی بڑھاؤں گا۔ بات یہ ہے کہ ہماری قوم کوئی vision نہیں رکھتی اور دھڑوں میں تقسیم ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ اپنی اپنی پارٹی کی جے جے کال میں لگے ہوئے ہیں۔ اب آپ دیکھ لیں کہ اپنی آنکھ کا شہتیر کسی کو نظر نہیں آتا اور دوسروں کی آنکھ کا تنکا بھی نظر آتا ہے۔ میرے معزز ممبر بسراء صاحب نے چیف جسٹس کو suo motu action لینے کی اپیل کی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ چیف جسٹس کے فیصلوں کو کبھی کسی نے مانا ہے، چیف جسٹس کے فیصلوں پر کبھی عمل ہوا جو آج چیف جسٹس کو suo motu action کے لئے پکارا جارہا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اس وقت polarized generation جو دھڑوں میں تقسیم ہے، جس میں قومی اتفاق رائے نہیں ہے اور وہ contradiction میں تقسیم ہے جس کے نتیجہ میں ہم کسی بات پر اتفاق رائے نہیں کرتے، اپنی ناک سے آگے نہیں دیکھتے اور اپنی جماعت سے آگے نہیں دیکھتے۔ جماعتیں بھی دھڑے بن چکی ہیں۔ جماعتیں مضبوط ہیں، سیاسی ادارے مضبوط ہیں اور نہ باقی ادارے مضبوط ہیں۔ جب سیاسی ادارے مضبوط نہیں ہوں گے، ادارے مضبوط نہیں ہوں گے تو پھر ضلع

ادارے کیسے مضبوط ہو سکتے ہیں اور ان میں خدمات کا احساس کہاں سے آئے گا؟ یہی وجہ ہے کہ سیلاب ہو یا ڈینگی اس کا بروقت کوئی سد باب نہیں کیا جاتا۔ میری اس حوالے سے صرف اتنی سی اپیل ہو گی کہ جس طرح سے 1960 کی دہائی میں ملیریا کی مہم شروع کی گئی تھی آج بھی ڈینگی کی مہم اسی طرح سے جاری رکھنی چاہئے۔ میں آپ کو قومی اتفاق رائے کی دو مثالیں بنگلا دیش اور بھارت کی دینا چاہتا ہوں۔ میں نے پاکستان پیپلز فورم کی دعوت پر انڈیا کا دورہ کیا اور بنگلا دیش کا دو دفعہ دورہ کیا اور ابھی حال ہی میں بنگلا دیش کے چیف الیکشن کمیشنر شمس الہدیٰ صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ اپنا گھر اور دفتر دیکھنے گئے۔ ہم نے ان سے ملاقات کی اور پوچھا کہ آپ یہاں پر AC رہ کر گئے اب آپ اپنے ملک کے چیف الیکشن کمشنر ہیں ذرا وہاں کے حال تو بتائیے ؟ اس نے کہا کہ ہمارا الیکشن کمیشن بالکل آزاد ہے، اس کا اپنا بجٹ ہے اور وہ کسی منسٹری کے ماتحت نہیں ہے۔ وہاں پر سیاسی جمہوری عمل آزاد ہے، وہاں پر سیاسی جماعتیں آزاد ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہاں پر کبھی ایسا کوئی عذاب نازل نہیں ہوا، کبھی کوئی بحران پیدا نہیں ہوا۔ اسی طرح سے میں نے بھارت کا دورہ کیا وہاں پر لیکچر دیئے اور لیکچر سننے اور اپنی learning کی ہے۔ وہاں پر بھی عدالتیں آزاد ہیں، الیکشن کمیشن آزاد ہے اور سیاسی جمہوری عمل آزاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں پر کبھی کوئی ایسا بحران پیدا نہیں ہوا۔ میں آخر میں ایک سرائیکی نظم پڑھتا ہوں جو ایک شاعر نے اس تناظر میں لکھی ہے۔ یہ یگانگت اور قومی اتفاق رائے جیسا کہ راجہ ریاض صاحب نے offer کی تھی میں welcome کرتا ہوں۔ کاش! یہ قومی اتفاق رائے ہم سب میں پیدا ہو جائے اور ہم کم از کم قومی issues اور مسائل پر اتفاق رائے کر لیں۔ اب آپ دیکھ لیں کہ انڈیا کے اندر صرف ایک آدمی انا ہزارے۔ یہ کوئی معجزہ نہیں، کوئی اوتار نہیں، وہ کوئی نبی پیغمبر نہیں ہے لیکن اس کے پیچھے ایک ارب 20 کروڑ لوگ ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ وہاں کی قوم کا قومی مسائل پر اتفاق رائے ہے۔ میں بھی ٹوبہ ٹیک سنگھ کا انا ہزارے ہوں، میں پنجاب کا انا ہزارے ہوں لیکن میرے پیچھے کوئی لوگ نہیں ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم لوگ دھڑوں میں تقسیم ہیں اور اپنی ناک سے آگے دیکھتے نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! آپ پھر کسی وقت نظم سنا دیں کیونکہ جمعہ کا ٹائم ہو رہا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ اسی تناظر میں ہے۔ اس نے چڑیوں کے تناظر میں ہم لوگوں کو اپیل کی ہے۔

چڑیو اٹھو، کئی دھاں کرو
چُپ ناں کرو چُپ ناں کرو

تن بے کفن ڈیکھو کتھائیں
ونج کے، پراں دی چھاں کرو
ہتھ وِچ جے کوئی ہتھیار نئیں
چیں چیں کرو، چاں چاں کرو
طارق سویرے شام آ
ویڑھے میڈے چگیاں کرو

یہ درس ہے قومی اتفاق رائے، محبت، یگانگت اور ایک قوم بننے کا۔ بے حد شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ڈاکٹر فائزہ اصغر!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت 10 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب چیئرمین! مجھ سے پہلے بہت سارے colleagues نے ڈینگی بخار پر بڑی detail سے باتیں کی ہیں لیکن میں ایک دو اہم aspects ہیں جن پر توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ بات یہ ہے کہ ابھی جس طرح سے زور شور سے اس پر قابو پانے کی کوشش کی جا رہی ہے تو یہ زور شور دو تین ہفتوں میں پھر ختم ہو جائے گا۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ پچھلے تین چار سالوں سے ہمیں معلوم تھا کہ ہر سال ڈینگی بخار نے بڑھ کر زیادہ تعداد میں حملہ کرنا ہے۔ ہمیں اس وقت بھی معلوم ہے کہ اگلے سال جو حشر ہوا اس سال اُس سے بھی بُرا حال ہونا ہے اور بہت زیادہ لوگوں کو اس بخار کی problem face کرنی پڑے گی تو سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہمارا جو اتنا بڑا پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ہے اس کے لوگ جو سب وہاں بیٹھ کر تنخواہیں لیتے ہیں اور ان ساری چیزوں کو handle کرنے کی ذمہ داری ان کی تھی، ان کو countable hold کیا جائے اور ان کو دیکھا جائے کہ کیا وجہ ہوئی کہ پچھلا سارا سال یہ سوتے رہے ہیں؟

دوسری بات یہ کہ Platelets machines خریدنا اور Blood Transfusion دینا یہ تو بالکل last resort کی بات ہے اس کی actual prevention سب سے زیادہ important چیز ہے کہ اس کو شروع ہونے سے پہلے ہی روکا جائے اور اس کے لئے epidemiology بہت ضروری ہے ۔ اگر حکومت اس کے لئے پورا سال کام کرے گی تو کہیں جا کر اس کا اگلے سال کچھ کنٹرول ہو گا۔ اگر پورا سال اس پر اسی جوش و جذبہ سے کام نہ ہوا تو اگلے سال اس سے بھی زیادہ worst consequences ہیں

اس کے prevention کے لئے سب سے پہلے epidemiology کا پتا کیا جائے کہ کون سے areas ہیں جہاں پر breeding sites ہیں؟ یہ کہنا کہ صرف یہ صاف پانی پر پیدا ہوتا ہے تو یہ بات اتنی صحیح نہیں ہے صاف پانی پر تو مچھر ہوتے ہی ہیں لیکن بات یہ ہے کہ جب ڈینگی وائرس بخار پھیلا ہوا ہو تو اگر کوئی بھی مچھر کسی انسان کو کاٹے اور اگر اس کے blood میں اس وقت وائرس ہو تو وہ دوسرے انسان تک پہنچا سکتا ہے۔ گندا اور صاف پانی دونوں قسم کا پانی ان کی breeding sites ہیں، جہاں پر پانی کے تالاب ہیں، جہاں پر گندگی کے ڈھیر ہیں وہاں پر بھی یہ breed کرتے ہیں، جہاں پر درختوں کی growth بہت زیادہ ہو وہاں پر بھی یہ breed کرتے ہیں تو پورا سال اس پر کام کرنے کی ضرورت ہے اور پورا سال اس کی prevention کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ پبلک کی ایجوکیشن بھی پورا سال چلنی چاہئے کیونکہ اس وقت ایک panic کا سما پیدا ہوا ہے۔ حالانکہ تقریباً 200 انسانوں میں سے ایک انسان ایسا ہوتا ہے جسے ڈینگی وائرس ہو جس کی actually bleeding and hemorrhage شروع ہوتی ہے جن کو hemorrhagic fever ہوتا ہے اور bleeding ہوتی ہے۔ اگر ان کی صحیح treatment کی جائے تو ان میں سے پانچ فیصد ایسے ہیں جن کی موت واقع ہو سکتی ہے اور اگر treatment نہ کی جائے تو 20 فیصد سے زیادہ اموات ہو سکتی ہیں لیکن average یہ ہے کہ ہلکے سے بخار کے بعد لوگ ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ ہمیں اس وقت عوام کی awareness کرنی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان جگہوں کو eradicate کرنا ہے اور تیسری بات یہ ہے ہم جو اس وقت سپرے کر رہے ہیں تو ایک ان کی جو efficacy ہے اس کو اگلے سال determine کرنا چاہئے اور ابھی بھی کرنا چاہئے کہ واقعی وہ affective ہیں یا نہیں؟ adult mosquito کو سپرے کرنے سے بہت زیادہ جو ضروری چیز ہے وہ جو لاروا یعنی مچھر ہوتے ہیں جب یہ انڈے دیتے ہیں تو یہ انڈے تقریباً دس مہینے سے سال تک انڈے رہتے ہیں اور انڈوں میں سے جب ان کے لاروا نکلتے ہیں ان کو مارا جائے تو پھر یہ کنٹرول ہو سکتا ہے تو یہ epidemiology اور ہمارے پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو determine کرنا ہے کہ کس وقت لاروا نکل رہا ہے اور کون سی جگہیں ہیں۔ اس وقت ان کو مارنے کی مہم کی جائے نہ کہ جب ڈینگی بخار پورے شہر اور پورے ملک میں پھیلا ہو تو اس وقت ہم سپرے کر کر کے adult mosquito، کو ماریں اس سے پانچ فیصد improvement ہوتی ہے اور اس سے زیادہ نہیں ہوتی۔ پھر اس کے بعد یہ کہ جہاں تک Platelets کا تعلق ہے جب تک دس ہزار سے کم count نہیں ہوتا تب تک platelets کی ضرورت نہیں ہوتی اور ایک میگا یونٹ دینے سے Platelets

count دس ہزار سے 60 اور 80 ہزار تک آ جاتا ہے تو عموماً دوسری دفعہ دینے کی ضرورت پڑتی۔ ایک اور بات تھی کہ World Health Organization نے یہاں پر ڈینگی بخار کے بارے ایک اپنا set up کیا ہوا ہے۔ جہاں تک میری معلومات ہیں اور انہوں نے Regional Managers بھی بنائے ہوئے ہیں تو میں ایوان سے گزارش کروں گی کہ یہ معلوم کیا جائے کہ World Health Organization نے recommendations through out the last year نہیں بھیجی تھیں کہ اس سال کیا کیا جانا چاہئے اور اگر انہوں نے نہیں بھیجی تھیں تو ان کو countable hold کیا جائے کہ وہ یہاں پر کیا کر رہے ہیں؟

دوسرا یہ کہ اگر انہوں نے بھیجی تھیں تو جو Regional Managers ہیں اور میں جانتی ہوں کہ وہ کون لوگ ہیں میں نام نہیں لوں گی جو Regional Managers بنے ہوئے ہیں انہوں نے اس کو کیوں implement نہیں کیا؟ اگر انہوں نے implement نہیں کیا تو ان کو سخت سے سخت سزا دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ۔ چودھری اللہ رکھا صاحب؟۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری شہباز احمد صاحب؟۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ!

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب چیئرمین! میری تجویز یہ ہے کہ ڈاکٹرز صاحبان نے بہت اچھی تجاویز دیں اور اچھی اچھی باتیں بتائیں اور awareness دی لیکن میں یہ چاہتی ہوں کہ جو لوگ ٹیسٹ کے لئے ہسپتال میں جا رہے ہیں اور ہسپتال میں مریضوں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں ان کو کم کرنے کے لئے جو پرائیویٹ لیب ہیں ان لیب میں ٹیسٹ کے لئے 50 روپے یا زیادہ سے زیادہ 100 روپے فیس مقرر کر دی جائے تاکہ کوئی بھی مریض پرائیویٹ لیب میں آسانی سے اپنا ٹیسٹ کروا سکے اور ہسپتالوں میں جو رش ہے اس میں بھی کمی ہو کیونکہ وہاں پر جتنے لوگ ٹیسٹ کروا رہے ہیں وہ سارے مریض نہیں ہیں۔ لوگ احتیاط کے طور پر اپنے ٹیسٹ کروانے کے لئے جا رہے ہیں اس کے لئے ایک قیمت مقرر کر دی جائے اور پرائیویٹ لیب کو پابند کیا جائے کہ جو اس قیمت سے زیادہ پیسے وصول کرے گا اسے سخت سے سخت سزا دی جائے گی۔

جناب چیئرمین! میں اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب کو ان کی خدمات پر خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ وہ عوام کی فلاح بہبود اور ان کے مفاد کے لئے دن رات کوشاں ہیں اور ان کو ریلیف دینے کے لئے

اپنی صحت کی پرواکئے بغیر وہ دن رات کام کر رہے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہمت دے اور اپنے مشن میں کامیاب کرے۔ آمین (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جی، ذوالفقار علی گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ بڑے اچھے طریقے سے ہاؤس کو چلا رہے ہیں۔ آج کا دن ڈینگی بخار پر general discussion کے لئے رکھا گیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی بھی علاقے میں اور صوبے کے کسی بھی حصے میں جو بھی بیماری آتی ہے یا مسئلہ ہوتا ہے یا crisis lack situation پیدا ہوتی ہے تو اس پر توجہ دینا اس ہاؤس اور اس حکومت کا کام ہے لیکن اس پر جس طرح سے پہلے سب دوستوں نے کہا کہ کوئی سیاست نہیں ہونی چاہئے، کوئی point scoring نہیں ہونا چاہئے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت کو ایک لیٹر لکھا ہے کہ ڈینگی مچھر کے خاتمے کے لئے air spray کیا جائے اور میرا خیال ہے کہ وہ صرف point scoring کے لئے لکھا گیا ہے۔ شاید لیٹر لکھنے اور sign کرنے والا یہ بھول گیا تھا کہ 14 فٹ کی بلندی سے نیچے کوئی air spray نہیں ہوتا اگر کوئی ہو بھی تو وہ mosquito کے لئے effective نہیں ہوتا۔ اس طرح کی حرکتیں کرنے والے جو دوست حکومت کو مشورہ دیتے ہیں کہ یہ political point scoring کی جائے اس سے اجتناب کیا جائے اور یہ غیر سنجیدہ حرکت ہے کہ کل آپ وفاقی حکومت کو موردِ الزام ٹھہرانے کے لئے پریس میں کھڑے ہو جائیں گے کہ ہم نے air spray کے لئے لیٹر لکھا ہے اور وفاقی حکومت یہ نہیں کر رہی۔

جناب چیئرمین! Moreover مجھے ایک واقعہ یاد آتا ہے جب ہم اشتہار اخباروں میں دیکھتے ہیں کہ عوام سے درخواست کی جارہی ہے کہ swimming pools بند کئے جائیں تو اس حوالے سے میری ملٹری life کا ایک incident ہے کہ چیف آف آرمی سٹاف نے کہیں note کیا کہ کور کمانڈرز ہیلی کاپٹر پر زیادہ گھومتے ہیں تو انہوں نے لیٹر لکھا کہ اس سے اجتناب کیا جائے کیونکہ اس پر فیول کا خرچہ بہت ہو رہا ہے تو انہوں نے یہ لیٹر ڈیویو کمانڈر (Dive Commander) کو لکھوا دیا، Dive Commander نے وہ لیٹر برگیڈ کمانڈر کو mark کر دیا اور برگیڈ کمانڈر نے مختصر اَیونٹ کو mark کر دیا جب یونٹ میں CO صاحب نے دربار طلب کر لیا اور جب وہاں سپاہی، لانس نائیک اور حوالدار سامنے بیٹھے تھے تو انہوں نے کہا کہ بھائی بات یہ ہے کہ یہاں پر ہیلی کاپٹر آپ misuse کر رہے ہیں تو اس پر بڑا خرچہ ہو رہا ہے۔ سپاہی نے کہا کہ آئندہ ہم یہ فضول خرچی نہیں کریں گے۔ عوام سے سوئمنگ پول بند کرنے کی

درخواست کی جاتی ہے مجھے نہیں پتا کہ پنجاب کے عوام میں کون سے وہ لوگ ہیں جن سے یہ اپیل کی گئی ہے۔ ڈینگی فیور ڈیفنس کا، گلبرگ کا اور اس کے علاوہ جو organized societies ہیں جن کو صاف پانی میسر ہے ان کا مسئلہ ہے ۔ Whereas ہمارے عوام کا مسئلہ پولیو ہے ، دیہاتی عوام کا مسئلہ infectious Hepatitis ہے ، ہمارا مسئلہ ٹی بی ہے اور اس طرح اور بہت سارے مسائل ہیں۔ Whereas یہاں پر اگر ڈینگی بخار کو ختم کرنا ہے، یہ لاہور کا مسئلہ ہے اور لاہور میں بھی elite areas کا یہ مسئلہ ہے ان کے لئے آپ جی او آر کے اندر جتنے سینٹری ورکرز سیکرٹری اور ایڈیشنل سیکرٹریوں کے گھروں میں رکھے گئے ہیں جو صرف ان کے پودوں کو پانی دیتے ہیں اور ان کے ایک گھر کی صفائی whereas ان کی ڈیوٹی کوٹ خواجہ سعید میں ہوتی ہے یا شاہدرہ میں ہوتی ہے ان کو واپس ان کے کام پر لگایا جائے تاکہ لاہور شہر کے اندر جو غریبوں کے علاقے ہیں وہاں پر اگر sanitation کا کام ٹھیک ہو جائے تو یہ جو بہت ساری بیماریاں ہیں اس سے نجات مل سکتی ہیں۔ Moreover حکومت پنجاب کو اس panic situation سے نکلنے کی ضرورت ہے ۔ یہ ایک ایسا panic create کیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کو ڈینگی بخار کا مسئلہ نہیں بھی ہے وہ بھی ہسپتال پہنچ جاتا ہے۔ ہسپتالوں میں لائنیں لگی ہوئی ہیں تو اس panic situation سے اپنے آپ کو بھی نکالیں ۔ میڈیا کے ذریعے ضرور لوگوں کو educate کریں لیکن میڈیا کو جو کروڑوں روپے کے اشتہارات دیئے جا رہے ہیں ان کو curtail کر کے fogging پر خرچ کیا جائے اور ان علاقوں میں جہاں کا یہ مسئلہ ہے وہاں پر سپرے کریں۔ Whereas پارلیمانی سیکرٹری ہیلتھ بھی یہاں پر بیٹھے ہیں میں ان سے یہ ضرور پوچھنا چاہوں گا کہ ہمارے جو rural districts ہیں for example منڈی بہاؤالدین اور گجرات جہاں کے بہت سارے لوگ overseas میں کام کرتے ہیں۔ جب وہ اپنا blood test کروانے جاتے ہیں تو وہاں پر infectious Hepatitis B and C ان کو diagnose ہوتا ہے اور ایسے cases کی تعداد more than fifty percent ہے۔ کیا اس کے لئے بھی ہم کوئی ایسی جنگ، ایسی مہم کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ وہ لوگ جو اس ملک کے لئے foreign exchange reserve کا باعث بنتے ہیں ان کی بیماریوں کو بھی کنٹرول کیا جائے؟ وہ مزدور جو سعودی عرب اور دبئی میں کام کرتے ہیں ان کے لئے بھی کام کیا جائے۔ صرف ڈیفنس، گلبرگ اور ماڈل ٹاؤن کی elite class کا خیال ہے کیونکہ ان کے صاف پانیوں میں مچھر پیدا ہو رہا ہے۔ ہم نے ان لوگوں کو بھی دیکھنا ہے جو گندے علاقوں میں رہتے ہیں اور اس گندگی کی وجہ infectious Hepatitis ٹی بی اور پولیو جیسے امرض کا شکار ہیں۔ میں آپ کو پچھلے ہفتے کی بات کرتا ہوں میرا یہ خیال تھا

کہ ہمارے علاقے میں پولیو ختم ہو چکا ہے۔ مجھے بیت المال سے سو کرسیوں کا عطیہ ملا جب ہم اسے تقسیم کرنے گئے تو پتا چلا کہ سینکڑوں کی تعداد میں اب بھی میرے حلقہ کے اندر پولیو کے مریض موجود ہیں۔ میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ elite class کی بیماریوں سے ہٹ کر ان لوگوں کی بیماریوں پر توجہ دیں جو اس ملک کے لئے پیسا کماتے ہیں، جو اس ملک کے لئے مزدوری کرتے ہیں، جو اس ملک کے لئے فوج میں اور پولیس میں سپاہی بھرتی ہوتے ہیں۔ ڈینگی بخار سے جن لوگوں کی اموات ہوئی ہیں مجھے ان سب کا بہت زیادہ افسوس ہے لیکن ٹی بی اور Hepatitis سے لوگ مر رہے ہیں، پولیو سے لوگ اپاہج ہو رہے ہیں ان کے خلاف گورنمنٹ کب مہم شروع کرے گی؟ مجھے پارلیمانی سیکرٹری ہیلتھ یہ بتا دیں کہ منڈی بہاؤالدین کا ڈسٹرکٹ ہسپتال جو کہ ایک Rural Health Centre میں قائم ہے کیا منڈی بہاؤالدین کے 14 لاکھ عوام کو کسی قسم کی facilities دینے کے قابل ہے جبکہ پچھلے بجٹ میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال منڈی بہاؤالدین کے بجٹ کو cap کر دیا گیا ہے اس کی zero allocation کر دی گئی ہے۔ ان کا جرم صرف یہ ہے کہ وہاں پر پاکستان مسلم لیگ (ن) کی کوئی سیٹ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میری ان سے درخواست ہے کہ لاہور کی elite classes کو اگر بچانا ہے تو اس کے لئے جتنے سینٹری ورکرز ہیں انہیں بیوروکریٹس کے گھروں سے نکال کر عوام کی خدمت پر مامور کیا جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: محترمہ ڈاکٹر عزالہ رضا رانا صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر عزالہ رضا رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! آج ہم جس topic پر بات کر رہے ہیں میرے خیال میں اس پر ہماری پنجاب اسمبلی کے سپیکر صاحب کو جتنی بھی مبارکبادیں دی جائیں وہ کم ہیں۔ ان کی یہ ایک بہت اچھی کاوش ہے جس کے لئے آج ہم یہاں پر بات کر رہے ہیں وہ ہے "ڈینگی وائرس"۔ اس پر پوری قوم فکر مند ہے اور دعا ہے کہ کسی طرح سے اس پر سو فیصد قابو پا لیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب اور ان کی ٹیم کے سارے ممبران جس طریقے سے اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، جس طریقے سے وہ کام کر رہے ہیں اور جس طریقے سے وہ بیس بیس گھنٹے سوتے نہیں ہیں بلکہ بیس بیس گھنٹے کام کرتے ہیں میرے خیال میں ان کو appreciate نہ کرنا ان کے ساتھ ناانصافی ہو گی اس کے لئے پورے ہال کو وزیر اعلیٰ، اس کی ٹیم اور پنجاب حکومت کا شکر گزار ہونا چاہئے

جنہوں نے اتنا احسن کام کیا ہے اور ڈینگی وائرس کے خاتمہ کے لئے کوشاں ہیں۔ ہاں ہم مانتے ہیں کہ اس کے اندر ہمارے سے کچھ کوتاہی بھی ہوئی ہے، گورنمنٹ سے کوتاہی ہوئی ہے مانتے ہیں، کوتاہی فرشتوں سے نہیں ہوتی انسانوں سے ہی ہوتی ہے لیکن اس بات کو issue بنا لینا یہ غلط ہے۔ بطور ڈاکٹر میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس وقت جو ڈینگی وائرس پھیلا ہوا ہے اس کے دو تین measurements ہیں ایک preventive measurement ہے اس کے بعد diagnostic measurement ہے اس کے بعد curative measurement ہے۔ اگر ہم preventive measurement نہیں کر سکے تو کوئی بات نہیں۔ آفت آ جاتی ہے اور آفت ہمیشہ قدرتی ہوتی ہے کوئی بھی انسان خود سے نہیں لیتا لیکن ہر طرح کی آفت کا مقابلہ کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ جس طریقے سے پورے پاکستان میں آفت آئی ہوئی ہے۔ پنجاب میں ڈینگی وائرس پھیلا ہوا ہے سندھ میں سیلاب آیا ہوا ہے اسی طرح پختونخواہ میں دہشت گردی پھیلی ہوئی ہے اور بلوچستان میں بھی دہشت گردی ہو رہی ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ پورا پاکستان اس وقت آفتوں کی لپیٹ میں ہے اس کے لئے ہمارے چیف ایگزیکٹو کو اپنی ٹیم کے ساتھ توبہ کرنی چاہئے کیونکہ ہر آفت کا مقابلہ توبہ سے ہوتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت ہم پاکستان میں اور as well as Punjab میں جو کر رہے ہیں یہ احسن اقدام ہے۔ پنجاب حکومت اس معاملے میں کافی کوشش کر رہی ہے اور کرتی بھی رہے گی لیکن میں بھی اس سلسلے میں یہ مشورہ دینا چاہتی ہوں کہ Diagnostic Kits ہر جگہ پر available کروائی جائیں اور ان کو UC level تک provide کیا جائے۔ اب میں Curative measurements کے بارے میں بطور ڈاکٹر on the floor of the House بات کر رہی ہوں کہ ڈینگی وائرس کے 90 فیصد لوگ curable ہیں صرف problem وہاں پر آتا ہے جہاں پر Platelets counting کم ہو جاتی ہے۔ جب یہ 10 یا 20 ہزار سے کم ہوتی ہے تب یہ خطرناک ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ CBC کا ایک Blood Test کروالیا جائے اور اس کے لئے ہر جگہ پر یہ awareness دینی چاہئے۔ اس کام میں ہمارا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ بہت مدد کر سکتا ہے۔ محکمہ صحت پہلے ہی یہ کام کر رہا ہے۔ عوام میں اس کے علاوہ یہ awareness بھی دینی چاہئے کہ ڈینگی سے بچاؤ کے طریقے کیا ہیں؟ ڈینگی سے بچاؤ کے طریقے وہی ہیں جس پر پہلے بھی میرے سارے بھائی بات کر چکے ہیں وہ ہے سپرے۔ لاہور میں تو کافی حد تک سپرے ہو گیا ہے لیکن اب اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ جہاں پر ابھی تک یہ وائرس نہیں پھیلا وہاں پر 101 فیصد سپرے کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اب مجھے بھی ایک دو منٹ دے دیئے جائیں آپ کی مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: جمعہ کا وقت ہے کافی ساتھی ابھی باقی ہیں میں چاہوں گا کہ ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب دو تین منٹ میں wind up کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں ڈاکٹر صاحب سے request کر لیتی ہوں کہ پہلے مجھے دو منٹ بات کر لینے دیں۔

جناب چیئرمین: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں حکومتی اور اپوزیشن ممبران کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنے مفید مشوروں سے ہمیں نوازا ہے۔ ان کی تجاویز ہم نے نوٹ کر لی ہیں اور کوشش کریں گے کہ ان پر عملدرآمد بھی ہو۔ تین سوال تھے جن کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ ایک تو یہاں پر یہ سوال اٹھایا گیا تھا یہ حملہ لاہور میں کیوں ہوا ہے؟ میں یہ گزارش بھی کرتا چلوں کہ پوری دنیا کے جن ملکوں میں یہ بیماری موجود ہے اس کا outbreak اسی طرح ہی ہوتا ہے۔ سری لنکا میں اگر بیماری پچاس سال سے موجود تھی لیکن 2009 میں اس کا شدید حملہ ہوا، ویت نام میں اور دوسرے ممالک میں جیسے Caribbean States میں اور افریقہ کے ملکوں میں تیس سال، پچاس سال سے یہ بیماری موجود تھی لیکن 2002، 2006 اور 2009 میں یعنی مختلف سالوں میں outbreak ہوا۔ یہ اس بیماری کا pattern ہے اسی طرح پاکستان میں بھی جو ہمارا شہر اس کا شکار ہوا ہے یہ اسی pattern کے نتیجے میں ہوا ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا سوال ادویات کے بارے میں تھا اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہم WHO کی پوری regime پر حرف بہ حرف عمل کر رہے ہیں اور ان کی ہدایات کے مطابق تمام action preventive, curative diagnostic پر عملدرآمد کر رہے ہیں۔ سپرے کے بارے میں جو نشاندہی کی گئی کہ یہ جعلی تھا میں اس کو بالکل حقائق کے برعکس گردانتا ہوں۔ ہم نے اس پر انکوائری کروائی ہے یہ سپرے جرمنی سے import کیا گیا ہے اور یہ سو فیصد ٹھیک ہے اور اب وہی سپرے اس لئے انڈیا سے import کیا جا رہا ہے کہ وہاں قیمت کم ہے۔ میں تمام ممبران کا پھر شکر گزار ہوں، ہمارے معزز

ممبران اپنے اپنے علاقوں میں تشریف لے جائیں گے ہم نے ان کے لئے تحریری ہدایات تیار کی ہیں وہ ان کے حوالے کر دیں گے۔ میں ایک شعر کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔

خدا کرے میرے اک بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو زندگی وبال نہ ہو
خدا کرے میرے ارض پاک پر اترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! حکومت نے لائیو سٹاک کی ڈویلپمنٹ، دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے ایک پراجیکٹ initiate کیا تھا جس میں پنجاب حکومت نے ہزاروں لوگوں کو ملازمتیں دیں لیکن اب وہ پراجیکٹ ختم کر کے ان سب لوگوں کو unemployed کر دیا گیا ہے۔ پنجاب حکومت سے میری گزارش ہے کہ اس پر فوری طور پر action لیتے ہوئے انہیں دوبارہ employ کریں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ لہذا اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ شکریہ

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(106)/2011/453. Dated. 16th September 2011. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. September 16, 2011 (Friday) after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the 16th September, 2011

SARDAR MUHAMMAD LATIF KHAN KHOSA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"